بِسۡمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

مختصر اور جامع تفسیری نکات

تذکیر بالقرآن

Reflections from Qur'an

قرآن مجید کی منتخب آیات کی تفسیر

A Summary of Qur'anic Teachings

Part – 10

English - Urdu

حافظ محمد ابوبکر سجاد علوی (خطیب لندن)

Seymour Road

London,

United Kingdom

Telephone: +44 7853099327

پارہ – 10

اہم تفسیری نکات

قرآن مجید کا دسواں پارہ سورۃ انفال کی بقیہ آیات 41 تا 75 اور سورۃ توبہ کی پہلی 93 آیات پر مشتمل ہے۔

سیاق وسباق: نویں پارے کے آخر میں سورۃ انفال کا آغاز ہوا تھا جس کے اہم موضوعات میں معرکہ بدر پر تبصرہ، نبی اکرمؐ کی خاصیات واعزازات، باہمی تعلقات کی اصلاح (فاتقو اللہ واصلحو ذات بینکم)، سچّے اہل ایمان کی صفات: خوف خدا، اللہ پر توکّل، اقامت صلوٰۃ، صدقہ وخیرات (اولٰئک ھم المومنون حقا)، غزوہ بدر کا پس منظر اور پیش منظر، اللہ کے ہر کام میں حکمت، یوم بدر کے دن نبی کریمؐ کی دعا، حق کی فتح (لیحق الحق بکلامتہ)، فرشتوں کا نزول، اہل اسلام کی نصرت، اصل مددگار ہستی: صرف اللہ ربّ العالمین (وماالنّصر الّا من عند اللہ)۔اس کے بعد سمع واطاعت کا حکم، سمع ومعصیت نہ کرو، اللہ ورسولؐ کی پکار پر لبیک کہو (استجیبو للّہ وللرسول اذا دعاکم)، دلوں کا پھیرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے (واعلمو انّ اللہ یحول بین المرء وقلبہ)، دین پر ثابت قدمی، نیکی کو موقع ہاتھ سے نہ جانے دو، مخصوص فتنہ سے ڈرو جب انفرادی نیکیاں اجتماعی سزاء سے نہیں بچا سکیں گی (واتّقو فتنۃ لا تصیبن الذین ظلمو منکم خاصّہ)۔اس کے بعد تقویٰ کی برکات: فرقان، کفّارہ سیئات، مغفرت، اعمال صالحہ کی توفیق، قرآن کو قصّہ ماضی سمجھنے والوں کی غلط فہمی (ان ھٰذا الّا اساطیر الاوّلین)، دعوت حق کے مقابلے میں اکڑ اور جاہلانہ رویّہ، استغفار سے عذاب ٹل جاتا ہے (وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون)، مسجد کے اندر یا مسجد کے قریب شور شرابہ کی مذمت (وماکان صلاتھم عند البیت الّا مکاءً و تصدیہ)، مال کے زور پر حق کے راستے میں روڑے اٹکانے والے (ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ)، اسلام دشمن مکروہ کردار کی مذمت بیان کی گئی۔

اسی پس منظر کی روشنی میں دسویں پارے کا آغاز ہوتا ہے۔

دسویں پارے کا پہلا رکوع: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ۔۔۔ (انفال۔41)

رکوع کے تفسیری موضوعات

نویں پارے کی آخری آیات میں منکرین حق کو مربیانہ خطاب: مغفرت کی پیشکش(ان ینتھو یغفرلھم ما قد سلف)، بہترین سرپرست اور حقیقی مددگار ہستی: صرف اللہ ربّ العالمین(نعم المولیٰ و نعم النّصیر)۔

دسویں پارے کے آغاز میں مال غنیمت کے بقیہ احکامات، کا ذکر ہے

تقوٰی، باہمی اخوت، ہمدردی، اللہ رسولؐ کی اطاعت،

مال غنیمت کے حوالے سے انسانی کمزوریوں کی نشاندہی

مال غنیمت کے مصارف

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ (انفال۔41)

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہے اور اس چیز(وحی) پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن(بدر والے دن) اتاری جس دن دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے تھے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

Consumption of *Ghanimah* Properties!

Know that whatever spoils you take, one-fifth is for Allah and the Messenger, his close relatives, orphans, the poor, and ˹needy˺ travellers, if you ˹truly˺ believe in Allah and what We revealed to Our servant on that decisive day when the two armies met ˹at Badr˺. And Allah is Most Capable of everything. (8:41)

Ghanimah is applied to property which is acquired after triumph. According to the ancient Divine teachings no one was allowed to benefit from such properties. Such properties were, rather, gathered and placed on some open spot where lightening would come from the heavens and burn these up. This was the sign that their effort was

accepted. One of the few unique distinctions bestowed upon the Final Prophet Muhammad (PBUH) was that *Ghanimah* properties were made lawful (Halal) for the Muslim Ummah. In these verses the rules of distribution of Ghanimah properties are introduced. As explained before, such properties belong to God and His Messenger. They alone have the right to dispose of them. In this verse, it is stated how God and His Messenger decided to dispose of such properties.

Since the Prophet (peace be on him) devoted all his time to the cause of Islam, he was not in a position to earn his own living. Hence, some arrangement had to be made for the maintenance of the Prophet (peace be on him) as well as for his family, and the relatives dependent upon him for financial support. Hence a part (one-fifth of the *Ghanimah*) was specified for that purpose. There is, however, some disagreement among jurists as to whom this share should go to after the Prophet's death. Some jurists are of the view that after the Prophet's death the rule stands repealed.

In this verse, the day of Badr has been called the day of distinction between the true and the false. The reason is that Muslims secured a clear victory at Badr. This happened as a ground reality on that day, yet it was, by extension, a day of decision also, the ultimate decision between truth and falsehood.

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ : غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو جنگ میں فتح کے بعد حاصل ہو۔ پہلی امتوں میں اس کے لئے یہ طریقہ تھا کہ جنگ ختم ہونے کے غنیمت کا سارا مال ایک جگہ جمع کر دیا جاتا تھا اور آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا کر بھسم کر ڈالتی۔ لیکن امت مسلمہ کے لئے یہ مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ اور جو مال بغیر لڑائی کے صلح کے ذریعہ یا جزیہ و خراج سے وصول ہو اسے مال فے کہا جاتا ہے تھوڑا ہو یا زیادہ، قیمتی ہو یا معمولی سب کو جمع کر کے اس کی حسب ضابطہ تقسیم کی جائے گی۔ کسی سپاہی کو اس میں سے کوئی چیز تقسیم سے قبل اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ: (مال غنیمت) میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ آیت کے اس حصے میں مال غنیمت کے مصارف بیان کئے جا رہے ہیں۔ آیت میں اللہ کا لفظ تو بطور تبرک کے آیا ہے، نیز اس لئے ہے کہ ہر چیز کا اصل مالک وہی ہے۔ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول کے حصہ سے ایک ہی حصہ مراد ہے، یعنی سارے مال غنیمت کے پانچ حصے کر کے چار حصے تو ان لوگوں میں تقسیم کئے جائیں گے جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا۔ پانچواں حصہ، جسے عربی میں خمس کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس کے پھر پانچ حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ رسول اللہؐ کا (اور آپؐ کے بعد اسے مفاد عامہ میں خرچ کیا جائے گا) جیسا کہ خود آپؐ بھی یہ حصہ مسلمانوں پر ہی خرچ فرماتے تھے بلکہ آپؐ نے فرمایا بھی ہے 'میرا جو پانچواں حصہ ہے وہ بھی مسلمانوں کے مصالح پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ رسول اللہؐ کے قرابت داروں کا، پھر یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں یعنی بے وطن لوگ، مہاجرین وغیرہ کا حق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خمس حسب ضرورت خرچ کیا جائے یعنی ان بیان کردہ مصارف یا مدات میں سے جہاں زیادہ ضرورت ہو وہاں پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس حوالے سے مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار امام وقت یا خلیفہ وقت کو ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ: اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر یوم فرقان (یعنی بدر والے دن) نازل فرمائی۔ اس نزول سے مراد فرشتوں کا نزول اور آیات الٰہی یعنی معجزات وغیرہ کا نزول ہے جو غزوہ بدر میں ہوا۔ بدر کی جنگ ۲ ہجری ۱۷ رمضان المبارک کو ہوئی تھی۔ اس دن کو یوم الفرقان اس لئے کہا گیا ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فیصلے کا دن تھا۔ اس دن حق کو فتح اور باطل کو شکست ہوئی۔

یوم بدر کی منظر کشی

غیر متوقع جنگ، غیر متعین وقت، غیر متعین جگہ

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۗ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ۔ (انفال-42)

یاد کرو وہ وقت جبکہ تم وادی کے اِس جانب تھے اور وہ دُوسری جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور قافلہ تم سے نیچے (ساحل) کی طرف تھا۔ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن اللہ کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا

اسے کر ہی ڈالے تاکہ جو ہلاک ہو تو دلیل پر (یعنی یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے۔ بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

Un-planned battle!

˹Remember˺ when you were on the near side of the valley, your enemy on the far side, and the caravan was below you. Even if the two armies had made an appointment ˹to meet˺, both would have certainly missed it. Still it transpired so Allah may establish what He had destined—that those who were to perish and those who were to survive might do so after the truth had been made clear to both. Surely Allah is All-Hearing, All-Knowing. (8:42)

The Holy Qur'an has virtually outlined in these verses a whole map of the battle of Badr to give a clear picture of this event.

This verse also indicates that the battle of Badar was not planned since the Muslim force was after the caravan. Had the two groups made plans to meet in a battle, at a specific time and location, they both probably would have missed each other.

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى: اس آیت میں غزوہ بدر کی منظر کشی بیان کی گئی۔ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا سے مراد وہ کنارہ جو مدینہ شہر کے قریب تھا۔ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى سے مراد وہ کنارہ جو مدینہ سے دور تھا۔ قصویٰ کہتے ہیں دور کو۔ دشمنان اسلام کا لشکر اس کنارے پر تھا جو مدینہ سے دور تھا۔ اہل اسلام کا لشکر اس کنارے پر تھا جو مدینہ طیبہ کے قریب تھا۔ بدر کا مقام بلندی پر واقع ہے اس لحاظ سے مسلمان بلندی پر تھے جبکہ دشمن مغرب کی طرف نشیب میں تھا۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا: دوسرا نکتہ اس آیت کے اندر یہ بیان کیا گیا کہ جنگ بدر کوئی پلاننگ کے تحت دن اور تاریخ مقرر کر کے نہیں لڑی گئی۔ اگر جنگ کے لئے باقاعدہ دن اور تاریخ کا ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ یا اعلان ہوتا تو ممکن تھا کہ کوئی فریق لڑائی کئے بغیر ہی پسپائی اختیار کر لیتا لیکن چونکہ اس

جنگ کا ہونا اللہ نے لکھ دیا تھا اس لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے گئے کہ دونوں فریق بدر کے مقام پر ایک دوسرے کے مقابل بغیر پیشگی وعدہ وعید کے، صف آرا ہو جائیں۔

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ: یہ علت ہے اللہ کی اس مشیت کی جس کے تحت بدر میں فریقین کا اجتماع ہوا، تاکہ جو ایمان پر زندہ رہے تو وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور اسے یقین ہو کہ دین اسلام برحق ہے کیونکہ اس کی حقانیت کا مشاہدہ وہ بدر میں کر چکا ہے اور جو کفر کے ساتھ ہلاک ہو تو بھی دلیل کے ساتھ ہلاک ہو کیونکہ یوم بدر کو اس پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ مشرکین کا راستہ باطل اور گمراہی کا راستہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے ذریعے ایمان کو کفر سے ممتاز کر دیا۔ اس آیت کے آخری جملے کی تفسیر سیرۃ ابن اسحاقؒ میں ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کفر کرنے والے دلیل ربانی دیکھ لیں گو کفر ہی پر رہیں اور ایمان والے بھی دلیل کے ساتھ ایمان لائیں۔ اب جو کفر پر رہے وہ بھی کفر کو کفر سمجھ کے رہے اور جو صاحب ایمان ہو جائے تو وہ بھی دلیل دیکھ کر ایمان دار بنے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان ہی دلوں کی حیات ہے اور ایمان کے بغیر زندگی میں روح کی ہلاکت ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے اومن كان ميتا فاحييناه۔۔یعنی وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی یعنی اس کے لئے ایمان کا نور بنا دیا کہ اس کی روشنی میں وہ چل پھر سکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے قصّے میں الفاظ ہیں کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا یعنی بہتان میں حصہ لیا۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے بہتان عائشہ میں حصہ لیا وہ ہلاکت میں مبتلا ہو گیا۔ (بحوالہ ابن کثیرؒ)

دشمن کی تعداد کا نفسیاتی اثر

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭوَّلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (انفال۔43)

(اور وہ واقعہ یاد کیجئے) جب اللہ نے آپؐ کے خواب میں ان کی تعداد کو کم کر کے دکھایا۔ اگر وہ تمھیں اُن کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو ضرور تم لوگ ہمت ہار جاتے اور لڑائی کے معاملہ میں جھگڑا شروع کر دیتے، لیکن اللہ نے (مسلمانوں کو پس ہمتی اور باہمی نزاع سے) بچا لیا۔ بیشک وہ سینوں کی (چھپی) باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

˹Remember, O Prophet,˺ when Allah showed them in your dream as few in number. Had He shown them to you as many, you ˹believers˺ would have certainly faltered and

disputed in the matter. But Allah spared you ˹from that˺. Surely, He knows best what is ˹hidden˺ in the heart. (8:43)

This refers to the time when the Prophet (peace be on him) was leaving Madina along with his companions, or was on his way to Badr for the encounter with the Quraysh and did not have any definite information about the strength of the enemy. In a dream, however, the Prophet (peace be on him) had a vision of the enemy. On the basis of that vision, the Prophet (peace he on him) estimated that the enemy, was not too powerful. Later when the Prophet (peace be on him) narrated his dream to his companions, they; were also encouraged and boldly went ahead to confront the enemy.

This event (visibility of low numbers) took place twice. Once, it was shown to the Holy Prophet in a dream which he related to all of them, and which renewed their courage and resolve. The second time, when the two groups stood facing each other on the battlefield itself, their number was shown to Muslims as being small.

The wisdom behind this illusion was to make sure that none of the two sides were to put an end to the war by deserting the battlefield.

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دشمن کے لشکر کی تعداد کم دکھائی اور وہی تعداد آپؐ نے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمائی، جس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ یہ چیز ان کی ثابت قدمی کا باعث بن گئی۔ اگر اس کے برعکس دشمن کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو صحابہ کرام میں باہمی اختلاف کا اندیشہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انہیں پست ہمتی اور باہمی نزاع سے بچالیا۔

دلوں کے بھید جاننے والی ہستی

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (انفال۔43)

وہ (اللہ) دلوں کے بھیدوں سے خوب آگاہ ہے۔

Indeed, He has the best knowledge of that which is in (your) hearts.

It means that Allah swt does what He wills, and He commands as He wills. He can make a minority overcome a majority and weakness overtake strength. He may make less become more and more become less.

تمام معاملات اللہ کی طرف

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرِ۔(انفال۔44)

بالآخر، سارے معاملات اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

And to Allah ˹all˺ matters will be returned ˹for judgment˺. (8:44)

دوسرا رکوع: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً۔۔۔ (انفال۔45)

رکوع کے تفسیری موضوعات

کامیابی کیلئے قرانی ہدایات

Qur’anic instructions to success

کامیابی کے اصول: استقامت، یادالٰہی

يٰٓ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔(انفال۔45)

اے ایمان لانے والو، جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

Key to success: Be steadfast and remember Allah!

O you who have believed! When you face an enemy, stand firm and remember Allah often so you may be successful. (8:45)

Qur'anic instructions for success are being mentioned in this verse. The first principle of success/victory is steadfastness. This includes firmness of both body and soul. The second principle of success is the Dhikr of Allah (remembering Allah) even in the most difficult circumstances. To remember Allah and to be confident about it is like a powerful energy which can make a weak person strong. With this energy a person can overcome against personal discomfort or emotional anxiety in the most difficult scenarios. This makes a person strong enough to face any kind of situation. At this stage, let us keep in mind that war time is usually a terrible time when no one remembers anyone, and everyone is consumed with the thought of self-preservation. Therefore, this verse tells that God almighty must not be forgotten in any situation.

Also worth pondering over at this point is the fact that no other act of worship (Ibadah), except the Dhikr of Allah, has been commanded in the entire Qur'an with the instruction that it be done abundantly. The reason is that the Dhikr of Allah is easy to do, a convenient act of worship indeed. You do not have to spend a lot of time and effort doing it, nor does it stop you from doing something else on hand. On top of that, this is an exclusive grace from Allah swt who has not placed any precondition or restriction of *Wudu* (ablution), *Taharah* (state of purity from major or minor impurities), dress and facing towards Qiblah (direction of Ka'bah) etc., in its performance. This can be done by anyone under all states, with Wudu or without, standing, sitting or lying down. And Dhikr of Allah is not limited to the act of remembering Allah only verbally or by heart, instead

of which, any permissible act which is performed by remaining within the parameters of obedience to the Holy Prophet shall also be counted as the Dhikr of Allah. This is supported by what is said in some narrations: The sleep of a practical scholar is counted as worship. There is nothing unusual about it as we commonly notice that people who handle hard labour would habitually take to a set of words or some beat or jingle or song and are heard humming it while working. The Holy Qur'an has blessed Muslims with an alternate for it, something which is based on countless advantages and wise considerations. Therefore, towards the end of the verse, it was said: so that you may be successful. It means if you went on to master these two tested techniques of standing firm and remembering Allah - and used it on the most difficult situation - then, you can be sure that victory, prosperity and success are all yours.

اس آیت میں اہل اسلام کو وہ آداب بتائے جارہے ہیں جن کو دشمن سے مقابلے کے وقت ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ سب سے پہلی بات **ثابت قدمی** اور عزم و استقلال ہے، کیونکہ اس کے بغیر میدان جنگ میں ٹھہرنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اس سے تحرف اور تحیز کی وہ دونوں صورتیں مستثنٰی ہوں گی جن کی پہلے وضاحت کی جاچکی ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ ثابت قدمی کے لئے بھی تحرف یا تحیز ناگزیر ہوتا ہے۔ دوسری ہدایت یہ ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ مشکل ترین حالات میں بھی **ذکر الٰہی** نہ چھوڑو تاکہ مسلمان اگر تھوڑے ہوں تو اللہ کی مدد کے طالب رہیں اور اللہ بھی کثرت ذکر کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ رہے اور اگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں تو کثرت کی وجہ سے ان کے اندر عجب اور غرور پیدا نہ ہو، بلکہ اصل توجہ اللہ کی امداد پر ہی رہے۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: لا تمنوا لقاء العدو، فإذا لقيتموهم فاصبروا۔ یعنی دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو' ہاں! اگر جنگ شروع ہو جائے تو پھر صبر و استقامت دکھاؤ۔ (بخاری)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: لا تتمنوا لقاء العدو، وسلوا الله العافية۔ یعنی دشمن سے جنگ کرنے کی تمنا نہ رکھو بلکہ اللہ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔

قرآن وسنّت کی پیروی کا حکم

اختلاف وانتشار کی ممانعت، ثابت قدمی کی تاکید

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(انفال۔46)

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

Obedience, Unity and Self-restraint!

Obey Allah and His Messenger and do not dispute with one another, or you would be discouraged and weakened. Persevere! Surely Allah is with those who persevere. (8:46)

Help and support from Allah (swt) can be expected to come only through obedience to Him. Negligence and disobedience can only be the causes of the displeasure of Allah and a certain deprivation from whatever grace could come from Him. Thus, in the above verses, we have been given four instructions for success:

1. Steadfastness and firmness
2. Dhikr of Allah (Remembering Allah in every situation)
3. Obedience of Allah and His Messenger
4. Unity
5. Self-restraint

In this verse the believers were asked to exercise self-restraint. They were required to refrain from haste, panic, consternation and greed. They were counselled to proceed cool-headedly and to take well-considered decisions. They were also asked to refrain from acting rashly under provocation; to desist from taking hasty action out of impatience. They were also asked to exercise

control over themselves lest they were tempted by worldly gains. All these instructions are implicit in the Qur'anic directive of patience given to the Muslims. God extends all help and support to those who exercise 'patience' (sabr) in the above sense.

اس آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت یعنی قرآن وسنّت کی پیروی کا حکم دیا جارہا ہے۔ایک مسلمان کے لئے ویسے تو ہر حالت میں اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری ہے۔تاہم میدان کارزار میں اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے اور اس موقع پر تھوڑی سی بھی نافرمانی اللہ کی مدد سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔اگلی ہدایت کہ آپس میں تنازع اور اختلاف نہ کرو، اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور ہوا اکھڑ جائے گی۔

فخر و غرور کی روش اختیار نہ کرو

حق کے راستے میں روڑے اٹکانے والے

غرور و تکبر کرنے والوں کا انجام

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (انفال۔47)

اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔

Do not be like those who left their homes arrogantly, only to be seen by people and to hinder others from Allah's Path. And Allah is Fully Aware of what they do. (8:47)

According to authentic reports, when Abu Sufyan succeeded in getting past the range of attack with his trade caravan, he sent a courier to Abu Jahl bearing the message that there was no need for him to go any further and that he should better return. Many other Quraysh chiefs had also concurred with this advice. But, driven by

his pride, arrogance and the desire for recognition, Abu Jahl declared on oath that they would not return until they reach the site of Badr and celebrate their victory there for a few days.The outcome was that he and his fellow leaders found themselves dumped there forever. Muslims have been instructed in this verse to abstain from the methods like arrogance and pride adopted by Abu Jahal and his fellow leaders of Makkah.

اس سے پہلی آیات میں ثابت قدمی، اخلاص، یاد الٰہی، اتحاد و اتفاق کی نصیحت فرمائی گئی تھی، انتشار و اختلاف سے منع کیا گیا تھا۔

اس آیت میں قریش مکہ کی مشابہت سے روکا جارہا ہے کہ جس طرح وہ حق کو مٹانے اور لوگوں میں اپنی بہادری دکھانے کے لئے فخر و غرور اور متکبرانہ چال کے ساتھ مقابلہ کیلئے نکلے تم ایسا نہ کرنا۔ قریش مکہ جب اپنے قافلے کی حفاظت اور لڑائی کی نیت سے نکلے، تو بڑے فخر و غرور اور تکبر سے نکلے تھے۔اس آیت میں اہل اسلام کو اس قسم کے م متکبرانہ اور جاہلانہ رویے سے منع کیا گیا ہے۔ابو جہل سے جب کہا گیا تھا کہ ابو سفیان کا قافلہ تو بچ گیا جس کی حفاظت کیلئے وہ مکہ سے نکلے تھے لہٰذا اب واپس مکہ چلنا چاہئے تو اس نے جواب دیا کہ کیسی واپسی؟ ہم تو بدر کی جگہ پڑاؤ کریں گے۔وہاں شراب وشباب کی محفلیں سجیں گیں، اپنی فتح کا جشن منائیں گے تاکہ پورے عرب میں ہماری بہادری اور فتح کی شہرت ہو جائے۔اللہ کی شان کہ سرداران مکہ کے ارمان قدرت نے پلٹ دیئے۔یوم جشن ان کیلئے یوم مرگ بن گیا۔میدان بدر ان کیلئے موت کا گڑھا ثابت ہوا۔ جس جگہ وہ خوشی منانے کا ارادہ رکھتے تھے وہیں ان کی ہلاکت اور تدفین ہوئی۔یہ اللہ کی شان کبریائی کا ثبوت ہے۔کیونکہ اللہ کو تکبر پسند نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے۔

شیطان کے مزیّن کئے گئے اعمال

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (انفال۔48)

اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

Deception of Shaitan!

And ˹remember˺ when Satan made their ˹evil˺ deeds appealing to them, and said, "No one can overcome you today. I am surely by your side." But when the two forces faced off, he cowered and said, "I have absolutely nothing to do with you. I certainly see what you do not see. I truly fear Allah, for Allah is severe in punishment."(8:48)

Since its beginning, Surah al-Anfal has been dealing with the actual events and circumstances of the battle of Badr along with subsequent lessons learnt and related injunctions given.
One such event from here relates to the Shaitan who misled the leaders of Makkah, exhorted them to go to battle against Muslims and then he disengaged, and left them all by themselves right there in the middle of the battlefield.
Did this deception of the Shaitan take the form of scruples put into the hearts of the Quraysh? Or did the Shaitan come to them in human form and talked to the Quraysh face to face? Both probabilities exist here. But the words of the Qur'an seem to support the second eventuality - that the Shaitan misled them by appearing in a human form before them.

When the Shaitan saw the force of angels during the battle of Badar, he virtually saw trouble for himself as he knew their power. As for his statement that he was scared of Allah, some scholars have suggested that his fear is justified in its own place because he is fully aware of the

perfect power of Allah (swt). However, simple fear without faith and obedience is useless.

The Qur'an has mentioned this habit of the Shaitan repeatedly. One such verse says: “It is like the Shaitan when he tells man: "Disbelieve." Then, after he becomes a disbeliever, he says: "I have nothing to do with you. I am scared of Allah, the Lord of all the worlds". (59:16)

قریش جب مکہ سے روانہ ہوئے تو انہیں اپنے حریف قبیلے بنی بکر بن کنانہ سے اندیشہ تھا کہ وہ پیچھے سے انہیں نقصان نہ پہنچائے چنانچہ شیطان سراقہ بن مالک کی صورت بنا کر آیا، جو بنی بکر بن کنانہ کے ایک سردار تھے، اور انہیں نہ صرف فتح و غلبہ کی بشارت دی بلکہ اپنی حمایت کا بھی پورا یقین دلایا۔ لیکن جب ملائکہ کی صورت میں امداد الٰہی شیطان کو نظر آئی تو ایڑیوں کے بل بھاگ کھڑا ہوا۔

اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ: مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے۔ اللہ کا خوف شیطان کے دل میں کیا ہونا تھا؟ تاہم اسے یقین ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کو اللہ کی خاص مدد حاصل ہے قریش مکہ ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکیں گے اس لئے اس نے خوف خدا کا بہانہ بنا کر اپنی جان چھڑائی۔

وَاللّٰہُ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ: اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔ ممکن ہے یہ شیطان کے کلام کا حصہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالٰی کی طرف سے جملہ مستانفہ ہو۔

تیسرا رکوع: اِذۡ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ۔۔۔ (انفال۔49)

رکوع کے تفسیری موضوعات

منافقین کا پروپیگنڈہ

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (انفال۔49)

اس وقت منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ انہیں (یعنی اہل ایمان کو) ان کے دین نے مغلوب کر رکھا ہے۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

⌜Remember⌝ when the hypocrites and those with sickness in their hearts said, “These ⌜believers⌝ are deluded by their faith.” But whoever puts their trust in Allah, surely Allah is Almighty, All-Wise. (8:49)

Observing that a small number of resourceless Muslims ware getting ready to confront the powerful Quraysh and the hypocrites as well. The Quresh and hypocrites were sure that the Muslims would face a total defeat. They were puzzled by how the Prophet (peace be on him), in whom the Muslims believed, had cast such a spell over them that they were altogether incapable of rational calculation and were hence rushing straight into loss and self -destruction.

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ: اس سے مراد منافقین اور وہ رسمی مسلمان ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور اہل اسلام کی کامیابی کے بارے میں انہیں شک تھا، یا اس سے مراد قریش مکہ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مدینہ میں رہنے والے دوسرے مذاہب کے لوگ مراد ہوں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بارے طعنہ آمیز گفتگو کر رہے تھے کہ ان کی تعداد تو دیکھو اور بے سروسامانی بھی ظاہر ہے لیکن مقابلہ کرنے چلے ہیں قریش مکہ سے، جو تعداد میں بھی ان سے کہیں زیادہ ہیں اور ہر طرح کے سامان حرب اور وسائل سے مالا مال بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دین نے ان کو دھوکے اور فریب میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ موٹی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آرہی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دنیاداروں کو اہل ایمان کے عزم وثبات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جن کا توکل اللہ کی ذات پر ہے جو غالب ہے یعنی اپنے پر بھروسہ کرنے والوں کو وہ بے سہارا نہیں چھوڑتا اور حکیم بھی ہے اس کے ہر فعل میں حکمت بالغہ ہے جس کے ادراک سے انسانی عقلیں قاصر ہیں۔

توکل علی اللہ

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَاِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (انفال۔49)

اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

Whoever puts their trust in Allah, surely Allah is Almighty, All-Wise. (8:49)

بداعمالیوں کے نتائج

اللہ اپنے بندوں پر زیادتی نہیں کرتا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (انفال۔51)

(اے قریش مکہ!) یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

This is ˹the reward˺ for what your hands have done. And Allah is never unjust to ˹His˺ creation." (8:51)

Addressing the Quresh of Makkah, the Quran says that the punishment of this world and the Hereafter was nothing but what they had earned with their own hands. It means that the punishment coming to them was a direct outcome of their own deeds. And as for Allah (swt), He was not the kind of authority who would bring injustice upon His servants and go about subjecting someone to punishment just for no reason.

(اے قریش مکہ) یہ ذلت و پستی جو بدر میں شکست کی صورت میں تمہارے اوپر آئی ہے یہ تمہارے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، بلکہ وہ تو عادل ہے جو ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک ہے۔

حدیث قدسی: حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يا عبادى انّى حرّمت الظلم علىٰ نفسى فجعلہ بينكم محرماً فلا تظالمو۔۔۔۔ کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم و زیادتی کو حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی مت کرو۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے

ہی اعمال ہیں جو میں نے شمار کر کے رکھے ہوئے ہیں، پس جو اپنے اعمال میں بھلائی پائے۔ اس پر اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے برعکس پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے (صحیح مسلم)

گناہوں کا وبال

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (انفال۔52)

یہ معاملہ ان کے ساتھ اُسی طرح پیش آیا جس طرح آلِ فرعون اور ان سے پہلے کے دُوسرے لوگوں کے ساتھ پیش آتا رہا ہے کہ انھوں نے اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا۔ بے شک، اللہ تعالیٰ قوت رکھتا ہے اور سخت سزا دینے والا ہے۔

Punishment of Sins!

Their fate is that of the people of Pharaoh and those before them—they all disbelieved in Allah’s signs, so Allah seized them for their sins. Indeed, Allah is All-Powerful, severe in punishment. (8:52)

دَأب کے معنی ہیں عادت۔ کاف تشبیہ کے لئے ہے۔ یعنی ان مشرکین کی عادت یا حال، اللہ کے پیغمبروں کے جھٹلانے میں، اسی طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر منکرین کی عادت یا حال تھا۔

اللہ اپنی سنّت نہیں بدلتا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ۔ (انفال۔53)

یہ اللہ کی اِس سنت کے مطابق ہوا کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرزِ عمل کو نہیں بدل دیتی۔ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

This is because Allah would never discontinue His favour to people until they discontinue their faith. Surely Allah is All-Hearing, All-Knowing. (8:53)

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم کفران نعمت کا راستہ اختیار کرکے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے اعراض کرکے اپنے احوال واخلاق کو نہیں بدل لیتی، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتوں کے دروازے بند نہیں فرماتا۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اپنی نعمتیں سلب فرمالیتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ گویا تبدیلی اور اصلاح کا مطلب یہی ہے کہ قوم گناہوں کو چھوڑ کر اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کرے۔

قوم فرعون کی ہلاکت کی وجہ: اپنی اصلاح نہ کرنا

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ۔ (انفال۔54)

یہ (عذاب بھی) قوم فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کے دستور کی مانند ہے، انہوں نے (بھی) اپنے رب کی نشانیوں کو جھٹلایا تھا سو ہم نے ان کے گناہوں کے باعث انہیں ہلاک کر ڈالا اور ہم نے آل فرعون کو (دریا میں) غرق کر دیا اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔

That was the case with Pharaoh's people and those before them—they all rejected the signs of their Lord, so We destroyed them for their sins and drowned Pharaoh's people. They were all wrongdoers. (8:54)

اس آیت میں اسی بات کی تاکید ہے جو پچھلی آیت میں گزری، البتہ اس میں ہلاکت کی صورت کا اضافہ ہے کہ انہیں غرق کر دیا گیا۔

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ: اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا۔ اس کے علاوہ اس آیت میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ اللہ نے قوم فرعون کو غرق کرکے ان پر ظلم نہیں کیا، بلکہ یہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بھی گناہوں اور سرکشی والے راستے پر چلے گا تو اس کو اپنے گناہوں کے وبال کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

بدعہدی ایک خلاف اسلام عادت ہے

نقض عہد کا ارتکاب

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِىْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ۔ (انفال۔56)

جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور اللہ کا خوف نہیں رکھتے۔

˹namely˺ those with whom you ˹O Prophet˺ have entered into treaties, but they violate them every time, not fearing the consequences. (8:56)

اس آیت میں بتایا گیا کہ جو لوگ بدعہدی کرتے ہیں در صل وہ خوف خدا سے عاری ہیں۔ جو لوگ نقض عہد کا ارتکاب کرتے ہیں وہ اس کے نتائج سے نہیں ڈرتے۔ بعض مفسرین نے اس سے مدینہ کے قبیلہ بنو قریظہ کو مراد لیا ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ کا یہ معاہدہ تھا کہ وہ دشمنان اسلام کی مدد نہیں کریں گے لیکن انہوں نے اس کی پاسداری نہیں کی اور بدعہدی کرکے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا۔

خیانت: اکبر الکبائر

اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ۔

بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (الانفال۔58)

Surely Allah does not like those who betray.

حدیث: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَ اَعُوذُ بِکَ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّہَابِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ۔

اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اس لیے کہ یہ بُرا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، بے شک یہ بدترین باطنی خصلت ہے۔ (سنن نسائی)

چوتھا رکوع: وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔۔۔ (انفال۔59)

رکوع کے تفسیری موضوعات

منکرین حق غلط فہمی میں نہ رہیں

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّھُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ۔ (انفال۔59)

منکرینِ حق اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ بازی لے گئے، بیشک وہ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

Let not the deniers of the truth be deluded that they will gain any advantage. Surely, they, can never cause failure [to Allah]. (8:59)

اپنے گھوڑے تیار رکھو

اپنا دفاع مضبوط رکھو

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔۔۔ (انفال۔60)

اور جہاں تک ہو سکے (دشمن کی جارحیت) سے مقابلے کی تیاری رکھو۔۔

Be prepared against aggression!

Make your defence strong!

Meet the challenges regarding defence!

انفاق فی سبیل اللہ!

راہ خدا میں مالی ایثار کرو!

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ (انفال۔60)

اور تم جو کچھ (بھی) اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم سے ناانصافی نہ کی جائے گی۔

Spend in the cause of Allah!

Make investment in Allah's way!

Whatever you spend in the cause of Allah will be paid to you in full and you will not be wronged. (8:60)

In this part of the verse, the great merit and reward of spending wealth in the way of Allah has been described by saying that 'the return for whatever you spend in the way of Allah shall be given to you in full.'

دشمن کے خلاف جنگ میں جو چیز سب سے زیادہ مدد دیتی ہے وہ ہے مالی ایثار۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ اور جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ کی راہ میں "خواہ یہ قلیل ہو یا کثیر یُوَفَّ إِلَيْكُمْ "وہ پورا پورا تمہیں دیا جائے گا "یعنی قیامت کے روز اس کا اجر کئی گنا کر کے ادا کیا جائے گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے گئے مال کا ثواب سات سو گنا تک، بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دیا جائے گا۔ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ: "اور تمہاری حق تلفی نہ ہو گی"۔ یعنی تمہارے لئے اس کے اجر و ثواب میں کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

دشمن سے صلح

صلح کی پیشکش قبول کرلو!

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (اعراف۔61)

اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو، یقیناً وہی سننے اور جاننے والا ہے۔

Offer of Reconciliation!

If they incline to peace, incline you as well to it, and trust in Allah. Surely, He is All-Hearing, All-Knowing. (8:61)

The purpose of this verse is that there is no harm in making a peace deal if it is available, even it is proposed by the opponents.

اگر حالات جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں اور دشمن بھی مائل بہ صلح ہو تو صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر صلح سے دشمن کا مقصد دھوکا اور فریب ہو تب بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً اللہ دشمن کے فریب سے بھی محفوظ رکھے گا، اور وہ آپ کو کافی ہے۔

اسی آیت کی تعمیل میں حدیبیہ والے دن نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ سے صلح کر لی جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ کا امن معاہدہ طے پایا۔

دھوکے بازوں سے مقابلے کیلئے اللہ کافی ہے

وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ‌ ؕ هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَۙ۔ (انفال۔62)

اور اگر وہ (مخالفین اسلام) دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو (فکر مند نہ ہوں) تمہارے لیے اللہ کافی ہے وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی۔

Allah is sufficient against deceivers!

But if their intention is only to deceive you, then Allah is certainly sufficient for you. He is the One Who has supported you with His help and with the believers. (8:62)

The purpose of this verse is that if the intention of the opponents is bad and if their real motive regarding reconciliation is a deceptive strike against you - even then, you do not have to bother about it because Allah is sufficient as your supporter.

The Islamic principle is that if the enemy is inclined towards reconciliation, then Muslims should welcome the move and should not be reluctant to make peace even if they are unsure whether or not the enemy is sincere about peace deal. Since it is impossible to know the true intention of others, allowance should be made for their words. If the enemy is sincere in their offer of reconciliation, the Muslims should not continue bloodshed because of suspected intention of the enemy. This is important for Muslims to keep the moral superiority during encounters.

اسلامی اخوت: اللہ تعالیٰ کا انعام

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۔ (انفال۔63)

اور (اسی اللہ نے) ان (اہل ایمان) کے دلوں میں باہمی الفت پیدا فرمادی۔ اگر آپؐ وہ سب کچھ جو زمین میں ہے خرچ کرڈالتے تو (ان تمام مادی وسائل کے باوجود) بھی آپ ان کے دلوں میں (یہ) الفت پیدا نہ کرسکتے لیکن اللہ نے ان کے درمیان محبت پیدا فرمادی۔ بیشک وہ بڑے غلبہ والا حکمت والا ہے۔

Mutual Love and Unity is a blessing of Allah!

He (Allah) brought their hearts together. Had you spent all the riches in the earth, you could not have united their hearts. But Allah has united them. Indeed, He is Almighty, All-Wise. (8:63)

The strong bond of love and brotherhood that developed among the companions despite the fact that they came from a variety of tribes which had long-standing traditions of mutual enmity. This was a Special Favour of Allah. Uniting the hearts of different people and infusing them with love and concern for each other is something beyond human control. To turn severe enmity into deep love and affection within a span of two or three years witnessed in regard to the Muslim community during the life of Prophet (peace be upon him) was doubtlessly a Divine Gift. This can be done only by Him who has created all. Allah's support was the deciding factor in this development, and this only serves to emphasize that Muslims should always seek and depend on Allah's support and favour rather than on worldly factors.

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان پر جو احسانات فرمائے، ان میں سے ایک بڑے احسان کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی مومنین کے ذریعے سے مدد فرمائی۔ صحابہ کرام آپؐ کے دست بازو اور محافظ و معاون بن گئے۔ مومنین پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے درمیان پہلے جو عداوت تھی، اسے محبت والفت میں تبدیل فرما دیا، پہلے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، اب ایک دوسرے کے جانثار بن گئے، پہلے ایک دوسرے کے دلی دشمن تھے اب آپس میں رحیم و شفیق ہوگئے صدیوں پرانی باہمی عداوتوں کو اس طرح ختم کرکے، باہم پیار اور محبت پیدا کردینا یہ اللہ

تعالیٰ کی خاص مہربانی اور اس کی قدرت و مشیت کی کار فرمائی تھی، ورنہ یہ ایسا کام تھا کہ دنیا بھر کے خزانے بھی اس پر خرچ کر دیئے جاتے تب بھی یہ گوہر مقصود حاصل نہ ہوتا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان کا ذکر اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے: اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔ (آل عمران:103) میں بھی فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی غنائم حنین کے موقع پر انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے جماعت انصار! کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے اللہ نے میرے ذریعے سے تمہیں ہدایت نصیب فرمائی۔ تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں میرے ذریعے سے خوش حال کر دیا اور تم ایک دوسرے سے الگ الگ تھے اللہ نے میرے ذریعے سے تمہیں آپس میں جوڑ دیا۔ نبی کریمؐ جو بات کہتے انصار اس کے جواب میں یہی کہتے کہ واقعی اللہ اور اس کے رسول کے احسانات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ (صحیح بخاری)

پیغمبرؐ کو تسلّی اور حوصلہ افزائی (حسبک اللہ)

تمہارے لئے اللہ کافی ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (انفال۔64)

اے نبیؐ، تمہارے لیے اور تمہارے فرمانبردار اہلِ ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے۔

Allah is sufficient for you!

O Prophet! Allah is sufficient for you and for the believers who follow you. (8:64)

The Holy Prophet has been comforted by telling him that Allah is sufficient for him and his followers. So, he should have no fear of an enemy, no matter how big, strong, numerous or well-equipped. Commentators have said that this verse was revealed before actual encounter in the battle of Badr so that the companions, small in numbers and virtually unequipped, would not be overawed by the heavy numerical and technical superiority of their enemy.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّـهُ۔ "اے نبی اللہ آپ کو کافی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہے۔ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ "اور آپ کے متبعین اہل ایمان کے لئے (بھی) کافی ہے۔' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن

بندوں کے لئے، جو اس کے رسول کے اطاعت گزار ہیں، کافی ہونے کا اور ان کے دشمنوں کے خلاف فتح ونصرت کا وعدہ ہے۔ جب صحابہ کرام نے ایمان اور اتباع رسولؐ کو اختیار کیا تو ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دین و دنیا کی پریشانیوں سے ان کے لئے کافی ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی کفایت تو صرف اپنی شرط کے معدوم ہونے پر معدوم ہوتی ہے۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا۔(آل عمران:103)"اور اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، پس اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا۔

پانچواں رکوع: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ۔۔۔ (انفال۔65)

رکوع کے تفسیری موضوعات

استقامت، صبر اور ثابت قدمی

حق کی خاطر لڑنے کا جذبہ بیدار کرو!

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ (انفال۔65)

اے نبیؐ! ایمان والوں کو حق کی خاطر لڑنے پر آمادہ کریں۔ اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ (سو وہ اس قدر جذبہ و شوق سے نہیں لڑ سکتے جس طرح اہل ایمان حق کی خاطر لڑتے ہیں)۔

Motivation, Steadfastness and Resilience!

O Prophet, motivate the believers to battle (for Justice). If there are twenty steadfast among you, they will overcome two hundred. And if there are one hundred of you, they will overcome a thousand of those whohave disbelieved, for they are a people who lack understanding. (8:65)

The encounter at Badr was the very first battle the companions had ever fought. At that time, they were in a terrible condition. They were low in numbers with limited resources. Therefore, in that situation they were commanded to confront one thousand enemy. They were promised Divine help and support if they were to show resilience and steadfastness.

تحریض کے معنی ہیں ترغیب میں مبالغہ کرنا یعنی خوب رغبت دلانا اور شوق پیدا کرنا۔ چنانچہ اس قرآنی حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ کسی بھی جنگ سے قبل صحابہ کرام کو جہاد کی ترغیب دیتے اور اس کی فضیلت بیان فرماتے تھے۔ جیسا کہ غزوہ بدر کے موقع پر، جب دشمنان اسلام اپنی بھاری تعداد اور بھرپور وسائل کے ساتھ میدان میں مقابلے کیلئے موجود تھے تو آپؐ نے صحابہ کرام کا حوصلہ بڑھایا۔

سعد بن جبیرؒ اور ابن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے وقت اتری جب کہ مسلمانوں کی تعداد صرف چالیس تھی۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت صحابہ کرام کے بارے میں اتری ہے۔ (بحوالہ ابن کثیرؒ بحوالہ مستدرک حاکم)

اس آیت سے بعض مفسرین نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ اگر دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہو تو اجتماعی خودکشی کے بجائے حکمت عملی کے تحت لڑائی سے پیچھے ہٹنا بزدلی نہیں۔ بلکہ بعض دفعہ حکمت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اپنی طاقت کو بچانے کیلئے دو قدم پیچھے ہٹا جائے یا جنگ سے گریز کیا جائے اگر شکست بالکل سامنے نظر آ رہی ہو۔

اس آیت میں اپنی یا دشمن کی تعداد سے قطع نظر فتح و نصرت کو ثابت قدمی کی شرط کے ساتھ بھی مشروط کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا کہ: اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ۔ اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔

مفسرین کے مطابق دور نبویؐ میں جہاد کے سلسلے میں یہ ابتدائی حکم تھا جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دور نبویؐ میں ہی جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ اگلی آیت میں نئے رعایتی حکم کی تفصیل کو بیان کیا جا رہا ہے۔

حکم میں تخفیف: اللہ نے بوجھ ہلکا کر دیا

راہ خدا میں استقامت اور ثابت قدمی کی اہمیت

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (انفال-66)

اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کر دیا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ابھی تم میں ناتوانی ہے، پس اگر تم میں سے سو آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر اور ہزار آدمی ایسے ہوں تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے، اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

Now Allah has lightened your burden, and He knew that there is weakness in you. So, if there are one hundred among you, who are patient and steadfast, they will overcome two hundred. And if there be one thousand, they will overcome two thousand, by Allah’s Will. And Allah is with the steadfast. (8:66)

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ: اس سے پہلی آیت کے حکم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشکل محسوس کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرضیت جہاد کے حکم میں تخفیف فرمادی۔ ایک اور دس کا تناسب ختم کر کے ایک اور دو کا تناسب کر دیا۔ (بحوالہ بخاری)

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ: یہ فرما کر صبر و ثابت قدمی کی اہمیت بیان فرمادی کہ اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لئے ثابت قدمی کا اہتمام ضروری ہے۔

غزوہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور اکرمؐ کو ہدایات

لوگوں کو قیدی بنانے کے بجائے اصل نصب العین پر توجہ دی جائے

اصل مشن (طاغوت کے خاتمہ) پر توجہ

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (انفال-67)

اور یہ بات نبی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ قیدی بناکر رکھے جب تک زمین میں جہاد کی سختیوں کا سامنا نہ کرے (یعنی فتنہ کو کچل نہ دے)۔ تم لوگ تو صرف مال دنیا چاہتے ہو جب کہ اللہ آخرت چاہتا ہے اور وہی صاحب عزّت وحکمت ہے۔

It is not for a Prophet that he should have prisoners of war (and free them with ransom) until he has thoroughly subdued the land. You settled with the fleeting gains (e.g. ransom) of this world, while Allah's aim ˹for you˺ is the Hereafter. Allah is Almighty, All-Wise. (8:67)

The verse above related to a particular event of the battle of Badr. The battle of Badar was the first encounter in Islam, and it had come up all of a sudden. Until then, the detail of injunctions pertaining to war prisoners were not revealed. There were questions. If enemy soldiers fall under your control, whether or not it is permissible to arrest them? And if they are arrested, what should be done with them? What is the desirable position regarding their release? As The Holy Prophet has come to this world as the Universal Prophet of Mercy - he took opinions from the companions regarding war prisoners and accepted the one which provided mercy and ease for the prisoners - that they be released in return of *Fidya* or some services. The intention behind this move was that once free, these people may embrace Islam or at least will have a positive image of Islam.

یہ آیت بطور تنبیہ نازل ہوئی تھی۔ اس آیت میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ تم لوگ ابھی نبی کی منشاء کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو، نبی کا اصل کام یہ نہیں کہ لوگوں کو قیدی بناکر فدیے اور غنائم وصول کرکے خزانے بھرے بلکہ اس کے نصب العین اور مشن سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ کفر وطاغوت کی طاقت ٹوٹ جائے۔

آیت مذکورہ کا تعلق غزوہ بدر کے ایک خاص واقعہ سے ہے لہٰذا اس آیت کی تفسیر سمجھنے سے پہلے مختصر طور پر اس واقعہ کو بیان کرنا ضروری ہے۔ غزوہ بدر چونکہ کفر واسلام کا پہلا معرکہ تھا اس لئے قیدیوں کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟ ان کی بابت احکام پوری طرح واضح نہیں تھے چنانچہ نبی کریمؐ نے غزوہ بدر میں قریش مکہ کے ستر قیدیوں کے بارے

میں مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے؟ان کو سزاء دی جائے یا انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے؟جواز کی حد تک دونوں ہی باتوں کی گنجائش تھی اس لئے دونوں ہی باتیں زیر غور آئیں۔لیکن بعض دفعہ جواز اور عدم جواز سے قطع نظر حالات وظروف کے اعتبار سے زیادہ بہتر صورت اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔لہذا **باہمی مشاورت** کے نتیجے میں آنے والی آراء کی روشنی میں جواز کو سامنے رکھتے ہوئے کم تر صورت اختیار کرلی گئی اور جنگی قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا۔

بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور اس مال سے آئندہ جنگ کی تیاری کی جائے۔جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے بالکل برعکس تھی۔ان کا خیال تھا کہ یہ آزاد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زیادہ سازشیں کریں گے لہذا انہیں زندہ واپس نہ جانے دیا جائے۔نبی کریمؐ نے پہلی رائے یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا جس پر یہ اور اس کے بعد کی آیات نازل ہوئیں۔

آیت کا مدعا یہ ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کے اس فدیہ لینے کے عمل کو معاف کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ کام آسمانی حکم کے نازل ہونے سے پہلے کیا گیا تھا لیکن آئندہ احتیاط ضروری ہے۔

جب کفر کا غلبہ ختم ہو گیا تو قیدیوں کے بارے میں **امام وقت کو اختیار** دے دیا گیا کہ وہ چاہے تو فدیہ لے کر چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کر لے۔**حالات** اور **حکمت** کے مطابق کوئی بھی صورت اختیار کرنا جائز ہے۔

غلطی کی معافی کی وجہ

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ (انفال۔68)

اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے (فدیہ) لے لیا ہے اس بارے میں تمھیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔

Had there not been a previous decree from Allah, a stern punishment would have afflicted you for what you have taken.(8:68)

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ: یعنی اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی۔اس بات میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ **لکھی ہوئی بات سے کیا مراد ہے؟**

صاحب روح المعانی نے اس بارے میں چار مفہوم بیان کئے ہیں:

1: ان لا یعذب قوما قبل تقدیم ما یُبَیّنِ لھم امرًا او نھیًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اسکے اوامر ونواہی کے احکام واضح کرنے سے پہلے عذاب نہیں دیتے۔

2۔او مخْطی فی مثل ھذا الا جتھاد۔ اجتہادی مسائل میں مخطی (خطا کرنے والے) سے مؤاخذہ نہیں ہوتا جیسا کہ غزوہ بدر کے مال غنیمت کے بارے میں اجتہادی غلطی ہوئی۔ایسی اجتہادی غلطی پر مواخذہ نہیں ہوتا بشرطیکہ نیت درست ہو۔

3۔ان لا یعذبھم و رسول اللہ ﷺ فیھم۔ بعض نے رسول اللہؐ کی موجودگی کو عذاب میں مانع ہونا مراد لیا ہے۔

4۔ان لا یعذب اھل بدر۔ بعض نے اہل بدر کی مغفرت اس سے مرادلی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر بدر کے روز (قیدیوں کے فدیہ کے معاملے میں) عذاب نازل ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) کے سوا کوئی نہ بچتا۔(بحوالہ تفسیر درالمنثور)

بعض نے کہا کہ اس سے مال غنیمت کی حلت مراد ہے یعنی چونکہ یہ نوشتہ تقدیر تھا کہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت حلال ہوگا،اس لئے تم نے فدیہ لے کر ایک درست اور جائز کام کیا ہے،اگر ایسا نہ ہوتا تو فدیہ لینے کی وجہ سے تمہیں عذاب عظیم پہنچتا۔

مال غنیمت کی حلت

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلاً طَيِّبًا ۖوَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (انفال۔69)

پس جو کچھ تم نے مال حاصل کیا ہے اسے کھاؤ کہ وہ حلال اور پاک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں مال غنیمت کی حلت وپاکیزگی کو بیان کرکے فدیے کا جواز بیان فرمادیا گیا۔ جس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ پچھلی آیت میں لکھی ہوئی بات سے مراد شاید یہی حلت غنائم ہے۔

حدیث: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فُضِّلتُ عَلَی الانبیاء بست یعنی مجھے چھ چیزوں کے ذریعے باقی انبیاء پر فضیلت عطا کی گئی:

1۔اعطیت جوامع الکلم۔ مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں۔

2۔نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ۔۔ رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔

3۔وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا۔ اور تمام زمین میرے لیے مسجد یعنی نماز کیلئے پاکیزہ بنادی گئی۔

4۔وَأُحِلَّتْ لِي المَغَانِمُ۔ اور میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا۔

5۔وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانیت کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

6۔وختم بی النبیون۔ اور مجھے آخری نبیؐ ہونے کا اعزاز عطا کیا گیا۔

ایک حدیث مبارکہ کے اندر ایک ساتویں چیز شفاعت کا بھی ذکر ہے: وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ: اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ یعنی یہ شفاعت کا اعزاز بھی کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا۔

چھٹا رکوع: يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّمَنْ فِىۡۤ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنَ الۡاَسۡرٰٓىۙ۔۔۔ (انفال۔70)

رکوع کے تفسیری موضوعات

اسیران بدر کو مغفرت اور جنت کا وعدہ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّمَنْ فِىۡۤ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنَ الۡاَسۡرٰٓىۙ اِنۡ يَّعۡلَمِ اللّٰهُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ خَيۡرًا يُّؤۡتِكُمۡ خَيۡرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنۡكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔ (انفال۔70)

اے نبیؐ! آپ ان سے جو آپ کے ہاتھوں میں قیدی ہیں فرما دیجئے: اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جان لی تو تمہیں اس (مال) سے بہتر عطا فرمائے گا جو (فدیہ میں) تم سے لیا جا چکا ہے اور تمہیں بخش دے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

O Prophet! Tell the captives in your custody, “If Allah finds goodness in your hearts, He will give you better than what has been taken from you and forgive you. For Allah is All-Forgiving, Most Merciful.”(8:70)

Prisoners at Badr were promised better than what They lost, if they become Righteous in the Future.

یہ آیت کریمہ اسیران بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ان قیدیوں میں رسول اللہؐ کے چچاحضرت عباس بن عبد المطلب بھی شامل تھے۔جب رہائی کے عوض ان سے فدیہ کا مطالبہ کیا گیاتو انہوں نے عرض کیا کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، مگر ان سے فدیہ کو ساقط نہ کیا گیا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی اور باقی اسیران بدر کی دل جوئی کی خاطر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا: اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی دیکھی یعنی اگر ایمان واسلام لانے کی نیت اور اسے قبول کرنے کا جذبہ دیکھا تو اس کے بدلے میں يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ تو جو فدیہ تم سے لیا گیا، اس سے بہتر چیز تمہیں اللہ تعالیٰ قبول اسلام کے بعد عطا فرمادے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اسیران بدر میں شامل تھے مسلمان ہوگئے تو اس کے بعد اللہ نے انہیں دنیاوی مال ودولت سے بھی خوب نوازا۔

اس کے علاوہ ان اسیران بدر کو مغفرت اور جنت کا وعدہ بھی عطا کیا گیا:

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور (اللہ تعالیٰ) تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور تمہیں جنت میں بھی داخل فرمائے گا اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

رسول خداؐ سے خیانت کی سزاء

دھوکہ دہی کا انجام: ذلت ورسوائی

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (انفال۔71)

لیکن اگر وہ تیرے ساتھ خیانت کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے پہلے وہ اللہ کے ساتھ خیانت کر چکے ہیں، چنانچہ اسی کی سزا اللہ نے انہیں دی کہ ان میں سے بعض کو (آپؐ کے) اختیار میں دے دیا، اللہ سب کچھ جانتا اور حکیم ہے۔

But if their intention is only to betray you ˹O Prophet˺, they sought to betray Allah before. But He gave you power over them. And Allah is All-Knowing, All-Wise. (8:71)

اگر اسیران بدر زبان سے تو اظہار اسلام کر دیں لیکن مقصد اگر دھوکہ دینا ہو، تو تو اس سے انہیں مزید ذلت ورسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔وہ اللہ تعالیٰ کو کبھی دھوکہ نہیں دے سکتے۔

ایمان، ہجرت، جہاد فی سبیل اللہ

صحابہ کرام کی تین اقسام

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (انفال-72)

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑائیں اور اپنے مال خرچ کیے، اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہی دراصل ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے (دارالاسلام میں) آنہیں گئے تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے جب تک کہ وہ ہجرت کر کے نہ آ جائیں ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے، لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا (امن و صلح کا) معاہدہ ہو اور اللہ ان کاموں کو جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

Those who believed, emigrated, and strived with their wealth and lives in the cause of Allah, as well as those who gave them shelter and help—they are truly guardians of one another. As for those who believed but did not emigrate, you have no obligations to them until they emigrate. But if they seek your help ˹against persecution˺ in faith, it is your obligation to help them, except against people bound with you in a treaty. Allah is All-Seeing of what you do. (8:72)

اس آیت میں صحابہ کرام کی تین اقسام کو بیان کیا گیا:

صحابہ کی پہلی قسم: یہ صحابہ مہاجرین کہلاتے ہیں جو فضیلت میں صحابہ کرام میں اول نمبر پر ہیں۔ ان کا ذکر اس آیت کے پہلے حصے میں کیا گیا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد بھی کیا۔

صحابہ کی دوسری قسم: یہ صحابہ انصار کہلاتے ہیں۔ یہ فضیلت میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ ان کے بارے میں آیت کے اگلے حصّے میں فرمایا گیا: وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا۔ اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ اس سے مراد انصار مدینہ ہیں۔

اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ: یہ (مہاجرین اور انصار) ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کے حمایتی اور مددگار ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ولی ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ جیسا کہ ہجرت کے بعد رسول اللہؐ نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمادیا تھا حتٰی کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے تھے (بعد میں وارثت کا یہ حکم منسوخ ہوگیا)۔
بعض مفسرین کے مطابق ولایت اور وراثت کا یہ حکم فتح مکہ تک تھا۔ اس کے بعد انصار اور مہاجرین کی باہمی ولایت اور وراثت کا حکم ختم ہوگیا کیونکہ اب دین اسلام کافی پھیل چکا تھا اور مسلمانوں کی تعداد کافی بڑھ چکی تھی لہٰذا اس کے بعد اس باہمی ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

صحابہ کرام کی تیسری قسم: یہ صحابہ کی تیسری قسم ہے جو مہاجرین وانصار کے علاوہ ہیں۔ یہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے ہی علاقوں اور قبیلوں میں مقیم رہے اور ہجرت کرکے یا نصرت کرکے اسلام کیلئے قربانی نہیں دی۔ ان کے بارے میں فرمایا:
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔
وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر (اللہ کے دین کیلئے) ہجرت نہیں کی تو وہ تمہاری ولایت یا وراثت کے مستحق نہیں۔ اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت پیش آجائے تو پھر ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر وہ تم سے ایسی قوم کے خلاف مدد کے خواہش مند ہوں کہ تمہارے اور ان کے درمیان امن اور صلح کا معاہدہ ہے تو پھر ان مسلمانوں کی حمایت کے مقابلے میں اس امن کے معاہدے کی پاسداری زیادہ ضروری ہے۔

فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم باقی نہیں رہا (لا هجرة بعد الفتح۔حديث)، تاہم کسی جگہ سے اپنے دین وایمان کو بچانے کیلئے ہجرت کرنا، ہمیشہ اولی اور موجب اجر ہے: وقد كانت الهجرة فرضًا حين هاجر النبیﷺ الى ان فتح النبیؐ مكة. (حصاص، ماجدی)

مسلمانوں پر دینی مدد کرنا فرض ہے

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ۔ (انفال۔72)

اگر دوسرے مسلمان دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا (امن و صلح کا) معاہدہ ہو۔

Helping fellow Muslims is an obligation!

But if they seek your help ⌜against persecution⌝ in faith, it is your obligation to help them except against people bound with you in a peace treaty. (8:72)

Helping fellow Muslims is an obligation but this rule has an exception.

مخالفین اسلام کے خلاف اگر دوسرے مسلمانوں کو تمہاری مدد کی ضرورت پیش آجائے تو پھر ان کی مدد کرنا تم پر لازم ہے۔ لیکن اس معاملے میں ایک استثناء رکھا گیا جس کا ذکر اس آیت کے آخر میں ہے: اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ یعنی اگر وہ تم سے ایسی قوم کے خلاف مدد کے خواہش مند ہوں کہ تمہارے اور ان کے درمیان صلح کا معاہدہ ہے یا جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہے تو پھر ان مسلمانوں کی حمایت کے مقابلے میں امن اور صلح کے معاہدے کی پاسداری زیادہ ضروری ہے۔

اسلام دشمن قوتیں ایک پیج پر ہیں!

اخوت اسلامی کے رشتے کو استوار رکھو!

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ۔ (انفال۔73)

جو لوگ منکرِ حق ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں (یعنی ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں)۔ اگر تم یہ (یعنی اسلام دشمنوں سے قطع تعلق) نہ کروگے (اور اسلامی اخوت کی پاسداری نہ کروگے) تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔

Mutual help and support are vital!

And those who disbelieve are helpers one of another. And unless you act likewise (mutual help and support), there will be disorder and corruption in the land. (8:73)

آیت کا مدعا یہ ہے کہ اسلام دشمن قوتیں عموماً اسلام کے خلاف متحد رہتی ہیں۔ دین اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے وہ ایک پیج پر ہیں! جس طرح دشمنان اسلام ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی ہیں اس طرح اگر تم نے بھی ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے کی حمایت نہ کیا اور مشکل وقت میں بحیثیت امت مسلمہ ایک دوسرے کی مدد نہ کی تو پھر بڑا فتنہ اور فساد ہو گا۔ اس لئے کہ جب باہمی انتشار اور تفرقہ بازی ہوتی ہے تو پھر دشمن کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے درمیان موالات کا رشتہ قائم فرمایا ہے لہذا اخوت اسلامی کے اس رشتے کی قدر کرنی چاہئے۔

جو احکام اس جگہ بیان ہوئے ہیں وہ عدل و انصاف اور امن عامہ کے لئے بنیادی اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان آیات نے یہ واضح کر دیا کہ باہمی امداد و اعانت اور وراثت کی بنیاد جس طرح رشتہ داری پر مبنی ہے ایسے ہی اس میں مذہبی اور دینی رشتہ بھی قابل لحاظ ہے بلکہ نسبی رشتہ پر دینی رشتہ کو ترجیح حاصل ہے اسی وجہ سے مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ آپس میں نسبی رشتہ سے باپ اور بیٹے یا بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

اسی طرح مذہبی تعصب اور عصبیت جاہلیت کی روک تھام کرنے کے لئے یہ بھی ہدایت دے دی گئی ہے کہ مذہبی رشتہ اگرچہ قوی اور مضبوط ہے مگر معاہدہ کی پابندی اس سے بھی مقدم اور قابل ترجیح ہے، مذہبی تعصب کے جوش میں معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں اسی طرح یہ ہدایت بھی دیدی گئی۔

دیکھنے میں تو یہ جزئی احکام اور فروعی مسائل ہیں مگر درحقیقت امن عالم کے لئے عدل و انصاف کے بنیادی اصول ہیں اسی لئے اس جگہ احکام کو بیان فرمانے کے بعد ایسے الفاظ سے تنبیہ فرمائی گئی جو عام طور پر دوسرے احکام کے لئے نہیں کی گئی کہ اگر تم نے ان احکام پر عمل نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہو جائیگا۔ ان الفاظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ یہ احکام فتنہ و فساد روکنے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ: یہاں ولایت کے معنی اشتراک عداوت کے ہیں۔ محاورہ ہے کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ عرب کے مختلف مذاہب اور قبائل ایک دوسرے کے شدید مخالف اور جانی دشمن تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی عداوت اور دین اسلام کی دشمنی میں وہ سب ایک ہو گئے تھے اور یہ صورت حال آج تک چلی آرہی ہے غیر قومیں کیسی ہی ایک دوسرے کی دشمن کیوں نہ ہوں لیکن اسلام کے مقابلہ میں سب ایک ہو جاتی ہیں۔

اس آیت سے اقلیتوں کے حوالے سے اسلام کا ایک خاص قانون بھی معلوم ہوتا ہے۔ لفظ ولی چونکہ ایک عام مفہوم رکھتا ہے جس میں وراثت بھی داخل ہے اور معاملات کی ولایت و سرپرستی بھی۔ اسلئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی

حکومت میں غیر مسلم اقلیت کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے وارث سمجھے جائیں گے اور تقسیم وراثت کا جو قانون ان کے مذہب میں رائج ہے ان کے درمیان اسی کو نافذ کیا جائیگا۔مطلب یہ کہ غیر مسلم اقلیتوں کے عائلی مسائل اسلامی حکومت میں محفوظ رکھے جائیں گے۔

حقیقی مومن کون؟

مہاجرین وانصار کی فضیلت

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓٮِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا‌ؕ لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔ (انفال۔74)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (راہِ خدا میں گھر بار اور وطن قربان کردینے والوں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی، وہی لوگ حقیقت میں سچے مسلمان ہیں، ان ہی کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

Words of Praise for the companions!

Those who believed, migrated, and struggled in the cause of Allah, and those who gave ˹them˺ shelter and help, they are the true believers. They will have forgiveness and an honourable provision. (8:74)

This verse contains the words of praise for the companions who emigrated from Makkah and for the Ansar of Madinah who helped them, as well as the attestation to their being true Muslims and the promise of forgiveness and respectable provision made to them.

یہ صحابہ کرام کی دو عظیم جماعتوں مہاجرین وانصار کا تذکرہ ہے، جن کا اسی سورت میں ہو چکا ہے۔گزشتہ آیات میں مہاجرین و انصار کے رشتہ موالات کا تذکرہ تھا اور ان آیات میں ان کی مدح و ثواب کا ذکر ہے۔یہاں دوبارہ ان کا ذکر ان کی فضیلت کو بیان کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔اس سے پہلے ان کا ذکر آپس میں ایک دوسرے کی حمایت ونصرت کی وجہ بیان کرنے کے لئے تھا۔

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا: یعنی یہی حقیقی مومن ہیں کیونکہ انہوں نے ہجرت، نصرت دین، ایک دوسرے کے ساتھ موالات اور اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ جہاد کرکے اپنے ایمان کی تصدیق ہے۔

لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے بخشش اور مغفرت ہے۔ جس سے ان کی برائیاں محو کردی جائیں گی اور ان کی لغزشیں مٹادی جائیں گی۔

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ: "اور عزت کی روزی" یعنی ان کیلئے نعمتوں سے بھری خیر کثیر ہے۔ بسا اوقات اس دنیا ہی میں انہیں بہت جلد ثواب عطا کردیا جاتا ہے۔ ان کو بابرکت زندگی عطا ہو جاتی ہے جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل مطمئن ہوتے ہیں۔

وراثت کے حقیقی حکم کی بحالی!

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَأُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَأُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (انفال۔75)

اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور انہوں نے راہِ حق میں (قربانی دیتے ہوئے) گھر بار چھوڑ دیئے اور تمہارے ساتھ مل کر جدوجہد کرنے لگے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں مگر اللہ کی کتاب میں رشتہ دار (صلہ رحمی اور وراثت میں) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں، یقیناً اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

Restoration of original law of inheritance!

And those who later believed, migrated, and struggled alongside you, they are also with you. But only blood relatives are now entitled to inherit from one another, as ordained by Allah. Surely Allah has ˹full˺ knowledge of everything. (8:75)

This verse ended a previous ruling that allowed inheritance between Muslims from Makkah and Muslims from Medina. Now, only relatives can inherit from one another, whereas non-heirs can receive a share through bequest, up to one third of the estate.

یہ سورۃ انفال کی آخری آیت ہے اس میں قانون میراث کا ایک جامع ضابطہ بیان فرمایا گیا ہے جس کے ذریعہ اس عارضی حکم کو منسوخ کر دیا گیا جو اوائل ہجرت میں مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کے ذریعہ ایک دوسرے کا وارث بننے کے متعلق جاری ہوا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد اخوت یا حلف کی بنیاد پر وراثت میں جو حصہ دار بنتے تھے، اس آیت سے اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ اب مالی وراثت کے حقدار صرف وہی ہونگے جو نسبی اور سسرالی رشتوں میں منسلک ہونگے۔

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ: اللہ کے حکم سے مراد یہ ہے کہ دین کا اصل حکم یہی تھا۔ لیکن اخوت کی بنیاد پر عارضی طور پر ایک دوسرے کا وارث بنا دیا گیا تھا، جو اب ضرورت ختم ہونے پر غیر ضروری ہو گیا اور اصل حکم نافذ کر دیا گیا۔

سورة التّوبة

Chapter - 8: The Repentance

سورہ توبہ مدنی سورت ہے اور اس میں 129 آیات ہیں۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں بعض اہل ایمان کی توبہ کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا نام سورہ توبہ ہے۔
دوسرا نام سورۃ براءت ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

سورت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی؟

یہ قرآن مجید کی واحد سورت ہے جس کے آغاز میں بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم درج نہیں ہے۔ اس کی متعدد وجوہات کتب تفسیر میں درج ہیں۔ ان سب سے زیادہ راجح قول وہ ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے اختیار کیا ہے کہ اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نازل ہی نہیں ہوئی اس کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ نازل ہوئی ہے۔ (بحوالہ ابن کثیرؒ)

اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضورؐ نے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھوائی اور وجہ بھی نہیں بتائی لہٰذا ہمیں بھی اس میں وجہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ صحابہ کرام نے اور تابعین نے بھی اسی طریقے کو اپنایا کہ بسم اللہ نہیں لکھی۔ یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ قرآن کی تدوین میں کس درجہ احتیاط کی گئی۔

ایک رائے یہ ہے کہ سورہ انفال اور سورہ توبہ ان دونوں کے مضامین میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے یہ سورت گویا سورہ انفال کا تتمہ یا بقیہ ہی ہے کوئی نئی سورت نہیں ہے۔لہٰذا بسم اللہ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ سورت براءت سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔بخاری شریف میں ہے سب سے آخری آیت یستفتونک اتری اور سب سے آخری سورت سورة براة اتری ہے۔

سبع طوال سورتیں

یہ قران مجید کی سات بڑی سورتوں میں ساتویں بڑی سورت ہے جنہیں سبع طوال کہا جاتا ہے۔

سورت کے تین بڑے مضامین:

1۔ نئی حج پالیسی کا اعلان: آئندہ مشرکانہ حج کے بجائے اسلامی حج ہوگا۔

2۔غزوہ تبوک کی تیاری پر تبصرہ، نفاق، ضعف ایمان، سستی کاہلی کا تذکرہ،

3۔غزوہ تبوک سے واپسی پر تبصرہ، منافقین کی حرکات، پیچھے رہ جانے والے، سچی توبہ کرنے والے۔

حج پر مخصوص اعلان براءت: دو حج نہیں ہو سکتے

بیک وقت دو حج نہیں ہو سکتے کہ اسلامی حج بھی ہو اور جاہلیت کا مشرکانہ حج بھی اسی جگہ جاری رہے۔

جاہلیت کے حج میں شرکیہ اعمال کے ساتھ ساتھ ننگے ہو کر طواف بھی کیا جاتا تھا۔اسی طرح بیک وقت دو مختلف اور متضاد عقائد رکھنے والے لوگوں کا مسجد حرام میں ایک جگہ اکٹھے ہو کر حج، عمرے، عبادت کرنا ہر وقت کسی فتنہ وفساد اور خون خرابے کا ذریعہ بنا رہتا۔۔ مشرکین کی عادت تھی کہ حج میں دوسرے شرکیہ اعمال کے علاوہ بیت اللہ شریف کا ننگے بھی کیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان میں اختلاط کو ناپسند فرماتے ہوئے پہلے سال خود حج پر جانا مناسب نہ سمجھا۔ لہٰذا فتح مکہ کے بعد 9 ہجری میں

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام کو قرآن کریم کی یہ آیت اور یہ احکام دے کر بھیجا تاکہ وہ مکہ مکرمہ میں حج کے موقع پر ان کا اعلان عام کردیں۔انہوں نے آپؐ کے فرمان کے مطابق اعلان کردیا کہ آئندہ سال سے حج صرف اسلامی طریقے کے مطابق ہوگا، کسی کو شرکیہ حج کی اجازت نہیں ہوگی۔کسی کو ننگے طواف کی اجازت نہیں ہوگی۔اس اعلان نجات کے ساتھ مشرکین کے جاہلانہ حج سے براءت یعنی لاتعلقی کا اعلان کردیا گیا۔اسی مخصوص اعلان براءت کی آیت کی وجہ سے اس سورت کا نام سورۃ براۃ رکھا گیا۔

Subject: Problems of Peace and War

In continuation of Surah Al-Anfal, this Surah also deals with the problems of peace and war and bases the theme on the Tabuk Expedition.

Name of the Surah

This Surah is known by two names -- At-Taubah and Al-Bara'at. It is called At-Taubah because it enunciates the nature of taubah (repentance) and mentions the conditions of its acceptance. The second name Bara'at (Release) is taken from the first word of the Surah.

Omission of Bismillah

This is the only Surah of the Quran to which Bismillah is not prefixed. Though the commentators have given different reasons for this, the correct one that which has been given by Imam Razi: namely, this is because the Holy Prophet himself did not dictate it at the beginning of the Surah. Therefore, the Companions did not prefix it, and their successors followed them., This is a further proof of the fact that utmost care has been taken to keep the Quran intact so that it should remain in its complete and original form.

Historical Background

Now let us consider the historical background of the Surah. The series of events that have been discussed in this Surah

took place after the Peace Treaty of *Hudaibiyah.* By that time, one-third of Arabia had come under the sway of Islam which had established itself as influential, well organized and civilized Islamic community. This afforded further opportunities to Islam to spread its influence in the comparatively peaceful atmosphere created by the Peace Treaty of *Hudaibiyah*.

دسویں پارے کا ساتواں رکوع: بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ۔۔۔ (توبہ۔1)

رکوع کے تفسیری موضوعات

بدعہدی کرنے والوں سے اعلان براءت

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (توبہ۔1)

اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے بے زاری (دوست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے تھے)۔

⌜This is⌝ a discharge from all obligations, by Allah and His Messenger, to those with whom you had made a treaty among the polytheists. (9:1)

This sûrah, which is perceived as a continuation of the previous sûrah, begins by openly terminating the peace treaties constantly violated by the enemies of Islam at the time of Prophet (PBUH).

یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمام دشمنان اسلام مشرکین و معاندین سے اظہار برأت یا اعلان نجات ہے۔

حج کی فرضیت کا اعلان

مشرکین عرب سے اعلان نجات

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔(انفال۔3)

اطلاع عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن تمام لوگوں کے لیے کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں سے (یعنی ان کے شرکیہ اعمال سے) بری الذمہ (بے نیاز) ہے۔۔۔۔۔سورہ توبہ۔3

حج اکبر اور حج اصغر سے کیا مراد ہے؟

اس آیت مبارکہ میں حج اکبر کا ذکر ہے۔ حج کو عمرے سے ممتاز اور الگ کرنے کے لئے حج اکبر کہا گیا۔ ہر حج کو حج اکبر کہا جاتا ہے اور ہر عمرے کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جو حج جمعہ والے دن آئے وہ حج اکبر ہے یہ بے اصل بات ہے۔

توبہ واصلاح میں ہی خیر ہے

فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَ لِيْمٍۙ۔ (انفال۔4)

اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے انحراف کیا (اور اللہ سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی) تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے، اور (اے نبیؐ!) آپ منکرین حق کو دردناک عذاب کی خبر سنادیں۔

So, if you repent, it will be better for you. But if you turn away, then know that you will have no escape from Allah. And give tidings (O Muhammad SAW) of a painful torment to those who deny the truth. (9:4)

اعلان براءت سے مستثنیٰ لوگ

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ (توبہ۔4)

سوائے ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدہ کرر کھا ہے" اور وہ اپنے عہد پر قائم ہیں اور ان سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں ہوا جو نقض عہد کا موجب ہو۔ انہوں نے معاہدے میں کوئی کوتاہی بھی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی ہے۔ پس ان لوگوں کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو، اس کی مدت مقررہ تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیز گاروں کو پسند فرماتا ہے۔

As for those who have honoured every term of their treaty with you and have not supported an enemy against you, honour your treaty with them until the end of its term. Surely Allah loves those who are mindful ˹of Him˺. (9:4)

حدود حرم میں مشرکین کی سرگرمیوں پر پابندیاں

اعلان نجات کے بعد معاہدوں کی ذمہ داری ختم

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ۔۔۔(توبہ۔5) "پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں "یعنی وہ مہینے جن میں معاہد لوگوں کے خلاف جنگ کو حرام ٹھہرایا گیا ہے اور یہ چار ماہ ہیں اور جن کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ مدت کا معاہدہ کیا گیا ہے، اس مدت کو پورا کیا جائے۔ اس کے بعد ان کے ساتھ معاہدہ کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

ان حرمت والے مہینوں سے کون سے مہینے مراد ہیں ؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک رائے تو یہ ہے اس سے مراد مشہور حرمت والے ہیں یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ مشرکین سے اعلان نجات ١٠ ذوالحجہ کو کیا گیا تھا۔ اس اعتبار سے گویا یہ اعلان کے بعد پچاس دن کی مہلت انہیں دی گئی، لیکن امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہاں اَشهُرُ حُرُم سے مراد حرمت والے مہینے نہیں بلکہ ١٠ ذوالحجہ سے لے کر ١٠ ربیع الثانی تک کے چار مہینے مراد ہیں۔ انہیں اشھر حرم اس لیے کہا گیا ہے کہ اعلان براءت کی روسے ان چار مہینوں میں مشرکین سے لڑائی کی اجازت نہیں تھی۔ اعلان براءت کی روسے یہ تاویل مناسب معلوم ہوتی ہے۔

یاد رکھیئے! ان آیات میں موجود احکام کا تعلق ایک خاص تناظر میں اور خاص ماحول میں نبی کریمؐ کے دور میں دیا گیا تھا۔ لہٰذا اس آیت کو سیاق سباق سے ہٹ کر نہیں پیش کرنا چاہیئے جیسا کہ اسلاموفوبیا کا شکار لوگ عموماً ان جیسی آیات کو دین اسلام کے خلاف بطور پروپیگنڈہ استعمال کرتے ہیں۔

علامات اسلام: صوم وصلوٰۃ کی پابندی

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (انفال۔5)

پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

Belief supported by practice!

But if they repent, perform prayers, and pay Zakat, then leave them alone. Indeed, Allah is All-Forgiving, Most Merciful. (9:5)

This verse explains that there are three conditions of entry into the Islamic Faith. Though in normal circumstances simple declaration of faith (Shadah) is enough to become a Muslim but in special circumstances following three conditions should be considered:

1. *Taubah* or repentance from unbelief
2. Performing Salah
3. payment of Zakah –

This is because, 'Iman (faith) and *Taubah* (repentance) are invisible. Therefore, two outward signs were mentioned, that is, Salah and Zakah to verify someone's Islam in special circumstances.

This is the verse Sayyidna Abu Bakr (may Allah pleased with him) had quoted in support of his campaign against those who had refused to pay Zakah after the passing away of the Holy Prophet. The noble Companions before whom he had made this assertion were satisfied with his approach. (Ibn Kathir)

مشرکین میں سے جو اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کریں تو ان کے اس دعویٰ کو تب درست مانا جائے گا جب وہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی شروع کردیں۔ یہ حکم اس وقت مخصوص حالات کی وجہ سے دیا گیا تھا کیونکہ شرپسند مشرکین عرب حدود حرم میں داخل ہونے کیلئے اپنے مسلمان ہونے کا جعلی دعویٰ کرسکتے تھے۔

البتہ ایک چیز کی وضاحت ضروری ہے کہ اعمال اسلام سے مراد مخصوص یہی دو اعمال مراد نہیں ہیں۔ یہ دونوں اعمال بطور نمونہ کے ہیں، مراد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں جیسے اعمال کرنا شروع کردیں تب مسلمان شمار ہوں گے۔ فقہاء نے اس بات کی تصریح کی

ہے کہ ان اعمال کے وجوب کا اعتقاد رکھنا ضروری چاہے ابھی کرنے کی نوبت نہ آئے اس لئے کہ نماز کا وجوب اپنے وقت پر ہوتا ہے اور زکوٰۃ مالک نصاب پر سال گذرنے کے بعد واجب ہوتی ہے لہذا ایسا نہیں ہے کہ جب تک سال نہ گذرے اور وہ زکوٰۃ نہ دے تب تک وہ غیر مسلم شمار ہو گا بلکہ آدمی کلمہ پڑھتے ہی مسلمان متصوّر ہو گا بشر طیکہ اسلام کو اخلاص کے ساتھ اور اس کے سارے عقائد و فرائض کے ساتھ قبول کرے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ قبول اسلام کے بعد اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوۃ کا اہتمام ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی ترک کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے جہاد کیا اور فرمایا تھا کہ: واللہ لأقتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوۃ (متفق علیہ) یعنی اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کریں گے۔ یعنی نماز تو پڑھیں لیکن زکوۃ ادا کرنے سے گریز کریں۔

امن اور پناہ چاہنے والوں کو امن دو

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ۔۔۔ (توبہ۔6)

Grant asylum to those who want it from you!

And if anyone from the polytheists asks for your protection ˹O Prophet˺, grant it to them so they may hear the Word of Allah, then escort them to a place of safety, for they are a people who have no knowledge. (9:6)

جس طرح صلح حدیبیہ کے بعد بہت سے مکہ والے پناہ طلب کرکے مدینہ آتے جاتے رہے تو انہیں مسلمانوں کے اخلاق و کردار کے مشاہدے سے اسلام کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی اور بہت سے لوگ مسلمان بھی ہو گئے۔ فتح مکہ کے وقت بھی عام معافی اور درگزر کی عالیشان مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے باوجود غلبہ اور قدرت کے سب کو آزاد کر دیا:

اذھبو انتم الطلقاً۔ جاؤ! تم سب آزاد ہو۔ یعنی تمہارا کوئی مواخذہ نہیں۔ تم سے کوئی انتقام یا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ فتح مکہ والے دن معافی کا پروانہ حاصل کرنے والے لوگوں کو طلقاً (آزاد یافتہ) کہتے ہیں۔ یہ لوگ ہزاروں میں تھے جو کفر و شرک پر پھر بھی باقی رہے مگر معافی کا پروانہ پاکر اپنی مرضی سے آزادانہ زندگی گذارتے رہے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے سب کو عام پناہ دے دی اور انہیں مکہ شریف میں آنے اور یہاں اپنے مکانوں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ چار ماہ تک

وہ جہاں چاہیں آجاسکتے ہیں انہی میں صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ تھے پھر اللہ نے انکی رہبری کی اور انہیں اسلام نصیب فرمایا۔

فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے قریش مکہ اور دوسرے دشمن قبائل کے ساتھ جو عفوودرگذر اور رحم وکرم کا معاملہ فرمایا اس نے مسلمانوں کو عملی طور پر یہ درس دیا کہ جب تمہارا کوئی دشمن تمہارے قابو میں آئے اور تمہارے سامنے عاجز ہوجائے تو اس سے گذشتہ عداوتوں اور ایذاؤں کا انتقام نہ لو بلکہ عفووکرم سے کام لے کر اسلامی اخلاق کا ثبوت دو۔ دشمن پر قابو پانے کے بعد اپنے غصہ کے جذبات کو دبادینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کی لڑائی اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے تھی اور یہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کی نظیر صرف دین اسلام میں ملتی ہے۔

مذکورہ آیت (توبہ۔6) میں ایک رخصت دی گئی ہے کہ اگر اس اعلان برات کے بعد بھی کوئی شخص آجائے بشرطیکہ پرامن ہو تو اسے پناہ دے دو، یعنی اسے اپنی حفظ وامان میں رکھو تاکہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچادے۔ اس دوران ہوسکتا ہے کہ قرآن کی آواز اس کے دل میں اتر جائے (حتیٰ یسمع کلام اللہ۔۔)۔ لیکن گروہ مسلمان نہیں بھی ہوتا تو اسے اس کی جائے امن تک پہنچادو (ثم ابلغہ مامنہ۔ توبہ۔6) مطلب یہ ہے کہ اپنی امان کی پاسداری آخر تک کرنی ہے، جب تک وہ اپنے مستقر تک بخیریت واپس نہیں پہنچ جاتا، اس کی جان کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔

آٹھواں رکوع: كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ۔۔۔ (توبہ۔7)

رکوع کے تفسیری موضوعات

امن کے معاہدوں کو ہر ممکن برقرار رکھو!

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْن۔ (توبہ۔7)

سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (معاہدے پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔

Don’t break the peace treaty!

So, as long as they are true to you, be true to them. Indeed, Allah loves those who are mindful ˹of Him˺. (9:7)

This statement of the Qur'an provides guidance for Muslims that they should never compromise on truth and justice even when they are dealing with enemies. Whenever they have to take up an issue with them, they are required not to slip into taking exaggerated approaches and stances against them. This verse ordered that Muslims should stay firm on their commitment as long as the others remain committed and faithful to their treaties. The breach of trust committed by other people should not become an excuse to break the treaty of peace with them.

یعنی عہد کی پاسداری، اللہ کے ہاں بہت پسندیدہ امر ہے۔ اس لئے معاملے میں احتیاط ضروری ہے۔ بلاوجہ امن معاہدے کو توڑنا خلاف اسلام ہے۔

دھوکہ بازوں سے وفاءعہد کی توقع عبث ہے

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (توبہ۔8)

(بھلاان سے عہد کی پاسداری کی توقع) کیونکر ہو، ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر تم پر غلبہ پا جائیں تو نہ تمہارے معاملہ میں کسی قرابت کا لحاظ کریں نہ کسی معاہدہ کی ذمہ داری کا۔ وہ اپنی زبانوں سے تم کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر دل ان کے انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر عہد شکن ہیں۔

How ⌜can they have a treaty⌝? If they were to have the upper hand over you, they would have no respect for kinship or treaty. They only flatter you with their tongues, but their hearts are in denial, and most of them are rebellious. (9:8)

اس آیت سے مراد وہ مشرکین عرب ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ؐ کے ساتھ (عہد شکنی کرکے) غداری کی، ان کا حال بیان کیا جارہا ہے کہ ان سے وفاعہد کی کیسے امید کی جاسکتی ہے جو اس سے پہلے ایک دفعہ دھوکہ دے چکے ہیں۔

اللہ کے دین کے راستے میں روڑے اٹکانے والے

دین وایمان کے بیوپاری

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (توبہ۔9)

انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی منفعت حاصل کرلی اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکنے لگے۔ بہت ہی برا ہے وہ کام جو یہ کررہے ہیں۔

Sellers of Faith!

They chose a fleeting gain over Allah's revelations, hindering ˹others˺ from His Way. Evil indeed is what they have done! (9:9)

اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّـهِ ثَمَنًا قَلِيلًا: "یہ اللہ کی آیات کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔" یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر عمل کرنے کی بجائے اس دنیا میں جلدی حاصل ہونے والے اجر اور معاوضہ کو اختیار کرلیا۔

فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ۔ انہوں نے خود اپنے آپ کو اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا۔

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ: "بلاشبہ بہت ہی برے اعمال اور کرتوت ہیں جو یہ کرتے ہیں۔

ساری حدیں پار کرکے اہل ایمان کو ستانے والے!

دشمنان اسلام کی اسلام دشمنی

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ۔ (توبہ۔10)

یہ لوگ کسی صاحب ایمان کے حق میں نہ قرابت کا خیال کرتے ہیں اور نہ عہد اور یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔

They do not honour the bonds of kinship or treaties with the believers. Such are indeed the transgressors. (9:10)

بار بار وضاحت سے مقصود دشمنان اسلام کی اسلام دشمنی، خبث باطن، ان کے سینوں میں مخفی عداوت اور بغض کے جذبات کو بے نقاب کرکے اہل ایمان کو ان سے متنبہ رہنے کی ہدایت کرنا ہے۔ وہ وصف جس کی بنا پر دشمنان اسلام تم سے عداوت اور بغض رکھتے ہیں وہ ایمان ہے، اس لئے اپنے دین کا دفاع کرو اور اس کی حفاظت کرو۔

نو مسلموں سے ماضی نہ پوچھو!

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔(توبہ۔11)

پس اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور جاننے والوں کے لیے ہم اپنے احکام واضح کیے دیتے ہیں۔

Support the reverts!

But if they repent, perform prayer, and pay *Zakat*, then they are your brothers in faith. This is how We make the revelations clear for people of knowledge. (9:11)

فَاِنْ تَابُوْا:ا "اگر وہ توبہ کرلیں" یعنی اگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرلے، توبہ کرکے ایمان کی طرف لوٹ آئے، صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو جائے تو وہ تمہارا دینی بھائی ہے۔ اس سے اس کا ماضی نہ پوچھو کہ وہ زمانہ قبل اسلام میں کیا کرتا رہا۔ اس کا ماضی اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہے۔ اب ہر لحاظ سے اسے سپورٹ دو۔ ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بن ابو جہل جب مسلمان ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ آج کے بعد کوئی بندہ ابو جہل کو برا نہ کہے تاکہ نو مسلم عکرمہ کی دل شکنی نہ ہو جائے۔

نماز، توحید و رسالت کے اقرار کے بعد، اسلام کا سب سے اہم رکن ہے اللہ کا حق ہے، اس میں اللہ کی عبادت کے مختلف پہلو ہیں۔ اس میں دست بستہ قیام ہے، رکوع و سجود ہے، دعا و مناجات ہے، اللہ کی عظمت و جلالت کا اور اپنی عاجزی و بے کسی کا اظہار ہے۔ عبادت کی یہ ساری صورتیں اور قسمیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، نماز کے بعد دوسرا اہم فریضہ زکوٰۃ ہے، جس میں عبادتی پہلو کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی شامل ہیں، زکوٰۃ سے معاشرے کے ضرورت مند، مفلس نادار اور معذور و محتاج لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، اسی لئے حدیث میں بھی شہادت کے بعد ان ہی دو چیزوں کو نمایاں کرکے بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے 'فرمایا' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں، یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔اور نماز قائم کریں اور زکٰوۃ دیں(صحیح بخاری)۔۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:ومن لم یزک فلا صلٰوۃ لہ۔(بخاری)جس نے زکوۃ نہیں دی اس کی نماز بھی قبول نہیں۔

دین اسلام کے دشمنوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کرو!

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ۔ (توبہ۔12)

اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم (ان) کفر کے سرغنوں سے جنگ کرو بیشک ان کی قَسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ (اسلام پر حملوں) سے باز آجائیں۔

ایمان، یمین کی جمع ہے جس کے معنی قسم کے ہیں۔ائمہ امام کی جمع ہے۔مراد پیشوا اور لیڈر ہیں۔مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ صلح اور امن کے معاہدے کو توڑ دیں، تمہارے دین کی توہین اور اس کا استہزاء شروع کر دیں۔گویا مختلف محاذوں پر عہد توڑ دیں اور دین میں طعن کریں، تو ظاہری طور پر یہ قسمیں بھی کھائیں تو ان قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔الحاد کے ان پیشواؤں سے ڈٹ کر مقابلہ کرو اور ہر محاذ پر انہیں شکست دو، ممکن ہے اس طرح وہ اپنی اسلام دشمنی سے باز آجائیں۔

توبہ کی توفیق

وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

اور اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے گا اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔توبہ۔15

And Allah turns in forgiveness to whom He wills; and Allah is Knowing and Wise.

ایمان کی آزمائش ضرور ہو گی تاکہ کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہو جائے۔

مسجدوں کو آباد کرنے کی سعادت

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَ قَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔

اللہ کی مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں (داخل) ہوں۔ (توبہ۔18)

The mosques of Allah shall be visited and maintained by those who believe in Allah and the Last Day and establish prayer and give Zakah and do not fear except Allah, for it is expected that those will be of the [rightly] guided.

حديث: إذا رايتم الرجل يعتاد المسجد فاشهدوا له بالإيمان، قال الله تعالى: إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر۔ ترمذی

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کے اندر باقاعدگی سے آتا ہے (یعنی پابندی سے مسجد میں نمازیں پڑھنے جاتا ہے) تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو"، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر

اللہ کی مسجدیں وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (التوبہ:18)

حدیث قدسی میں ہے، اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم کہ میں زمین والوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں لیکن اپنے گھروں (مساجد) کے آباد کرنے والوں اور اپنی راہ میں آپس میں محبت رکھنے والوں اور صبح سحری کے وقت استغفار کرنے والوں پر نظریں ڈال کر اپنے عذاب کو ہٹا لیتا ہوں۔

ابن عساکر میں ہے کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ وہ الگ تھلگ پڑی ہوئی ادھر ادھر کی بکھری بکری کو پکڑ کر لے جاتا ہے پس تم پھوٹ اور اختلاف سے بچو، اجتماعیت سے وابستہ رہو، مسجدوں کو لازم پکڑے رہو۔

ابن عباس فرماتے ہیں جو نماز کی اذان سن کر پھر بھی مسجد میں آکر باجماعت نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی وہ اللہ کا نافرمان ہے کہ مسجدوں کی آبادی کرنے والے اللہ کے اور قیامت کے ماننے والے ہی ہوتے ہیں۔

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا۔ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب جگہ مساجد ہیں۔(مسلم)

إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ۔ (مسلم)

یہ مسجدیں اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کیلئے ہیں۔

دین کو رشتہ داری پر فوقیت دیں،

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو رب بنانا

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا تھا۔توبہ۔31

They have taken their scholars and monks as Lords besides Allah.

اس کی تفسیر حضرت عدی بن حاتم کی بیان کردہ حدیث سے بخوبی ہو جاتی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیسے انہوں(اہل کتاب) نے اپنے علماء کو رب بنالیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی لیکن یہ بات تو ہے نا کہ ان کے علماء نے جس کو حلال قرار دے دیا، اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام کر دیا اس کو حرام ہی سمجھا۔یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔(صحیح ترمذی)

اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش

مذہب کے نام پر لوگوں کا مال ناحق نہ کھاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ۔

اے ایمان والو! بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔۔۔توبہ۔34

O you who have believed, indeed many of the scholars and the monks devour the wealth of people unjustly and avert [them] from the way of Allah.

احبار اور رھبان سے یہاں مراد وہ راہب اور جوگی ہیں جو کلام اللہ میں تحریف وتغیر کر کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق مسئلے بتاتے اور اس کام کے بدلے لوگوں سے نذرانے وصول کرتے تھے۔ اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے عملاً روکتے تھے۔ یہ آیت تذکیر کیلئے عام ہے اور اس کا مقصد لوگوں کو ایسے مذھبی پیشواؤں سے خبردار کرنا ہے جو لوگوں کا مالی استحصال کرتے ہیں۔

حضرت ابن المبارک (رح) کہتے ہیں: وھل افسدالدین الا الملوک واحبار سوء ورھبانھا۔

یعنی دین میں بگاڑ اور فساد امراء سلطنت کی مداخلت اور علماء سوء کی وجہ سے آتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کئے بغیر مال ودولت کے خزانے نہ بناؤ

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔توبہ۔34

اور جو لوگ سونا اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔ توبہ۔34

And those who hoard gold and silver and spend it not in the way of Allah – give them tidings of a painful punishment.

اس آیت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے۔ جن پر اسلام کی بنیاد استوار کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً بتیس مقامات پر نماز جیسی اہم عبادت کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو وہیں اس کے نہ ادا کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

اس کی فضیلت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جب ارتداد کی ہوا چلی تو مختلف قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تب سیدنا ابو بکر صدیق نے ان لوگوں کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا۔ زکوٰۃ کے معنیٰ طہارت اور پاکی کے ہیں۔

دین میں زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہر مالدار (صاحب نصاب) اپنے مال کا چالیسواں حصہ اللہ کی راہ میں دے گا، جو غریب مساکین کا حق ہے۔ یہ ادائیگی ہر سال ضروری ہے جب تک آدمی صاحب نصاب رہے۔ زکوٰۃ کے مسائل کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

حرمت والے مہینے

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ۔

مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے اس میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔۔۔توبہ۔36

Indeed, the number of months ordained by Allah is twelve—in Allah's Record since the day He created the heavens and the earth—of which four are sacred.

حدیث: اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے ایسے بیان فرمایا: زمانہ گھوم گھما کر پھر اسی حالت پر آگیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی۔ سال بارہ مہینوں کا ہے، جن میں چار حرمت والے ہیں، تین پے درپے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہے۔ (صحیح بخاری)

احکامات دین میں ردوبدل انتہائی مذموم سوچ ہے اس سے ہر صورت بچنا چاہئے۔ جیسے قریش مکہ اپنی مرضی سے حرمت والے مہینوں میں ردوبدل کرتے تھے۔

دنیا کی حقیقت

فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ۔

دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔توبہ۔38

Reality of this World

The enjoyment of this worldly life is insignificant compared to that of the Hereafter.

غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہیں

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

(اس وقت) دو (ہی ایسے شخص تھے جن) میں (ایک ابو بکرؓ تھے) اور دوسرے (خود رسول اللہ ﷺ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اُس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا۔۔۔ توبہ۔40

He was only one of two. While they both were in the cave, he (Prophet Mohamad) reassured his companion, "Do not worry; Allah is certainly with us." So Allah sent down His tranquillity upon the Prophet...

تبوک کا سفر اگر مشکل لگتا ہے تو ہجرت کے سفر کو یاد کرو جو اس سے مشکل تر تھا جب اللہ نے مدد فرمائی تھی۔

اللہ کے راستے میں نکلنے کا حکم

منافقین کی بد اعمالیوں کا تذکرہ،

گفتگو میں احتیاط

اللہ پر توکل: سچے مومنین کا ہتھیار

وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

کثرت مال و اسباب کا مطلب یہ نہیں کہ ضرور اللہ کی بھی راضی ہے۔

مال و دولت کے حریص

مصارف زکوٰۃ

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ توبہ۔ 60

صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان زکوٰۃ کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں

(بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

توبہ۔60

Zakaat is only for the poor and the needy, for those employed to administer it, for bringing hearts together ˹to the faith˺, for ˹freeing˺ slaves, for those in debt, for Allah's cause, and for ˹stranded˺ travellers.˹This is˺ an obligation from Allah. And Allah is All-Knowing, All-Wise.

صدقات سے مراد یہاں صدقات واجبہ یعنی زکٰوۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ:

فقراء، مساکین: حضور ﷺ فرماتے ہیں صدقہ مالدار اور تندرست توانا پر حلال نہیں۔

کچھ لوگوں نے حضورؐ سے صدقے کا مال مانگا آپ نے بغور نیچے سے اوپر تک انہیں ہٹا کٹا قوی تندرست دیکھ کر فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں دے دوں مگر امیر شخص کا اور قوی طاقت اور کماؤ شخص کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

حدیث: مسکین، گداگر یا بھکاری کو نہیں کہتے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ پھر مساکین کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (سفید پوش) جو مستحق ہونے کے باوجود مانگنے اور سوال کرنے سے بچتا ہے۔

عاملین: وہ کارکنان جو زکوٰۃ و صدقات کی وصولی و تقسیم اور اس کے حساب کتاب پر معمور ہوں۔

Revert Support۔ تالیف قلب (دل جوئی)۔

مولفۃ القلوب سے مراد ایک تو وہ فرد ہے جو اسلام کی طرف مائل ہو اور اس کی امداد کرنے پر امید ہو کہ وہ مشرف بہ اسلام ہو جائے گا۔ اسی طرح وہ نو مسلم افراد جو اسلام قبول کرنے کے بعد مالی مشکلات، مسائل کا شکار ہیں اور ان کو امداد اور سپورٹ کی ضرورت ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ مصرف ختم ہو گیا ہے لیکن دوسرے فقہاء کے نزدیک حالات وظروف کے مطابق ہر دور میں اس مصرف پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا جائز ہے۔

مسلم کمیونٹی کیلئے لمحہ فکریہ: نو مسلموں کیلئے زکوٰۃ میں سے مالی امداد کی مد کے باوجود نو مسلموں کو ہماری طرف سے کوئی سپورٹ نہیں ملتی۔ اگر کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو وقتی طور پر تو خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لوگ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ہر آدمی مبارکباد دیتا ہے مگر اس کے بعد کیا ہوتا ہے وہ ایک مایوس کن کیفیت ہے۔ نو مسلموں کو جن معاشرتی چیلنجز کا سامنا کرنا

پڑتا ہے ان کے حل کی طرف مسلم کمیونٹی کی طرف سے کوئی منظم سپورٹ موجود نہیں۔ان کی دینی تربیت اور رہنمائی کا بھی کوئی انتظام موجود نہیں ہوتا۔اس اہم ایشو کی طرف ہمیں سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے تاکہ لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے کے بعد حالات اور ہمارے رویوں سے نالاں ہو کر مایوسی کا شکار نہ ہوں۔

مقروض: وہ مقروض مراد ہیں جو اپنے اہل وعیال کے نان نفقہ اور ضروریات زندگی فراہم کرنے میں لوگوں کے زیر بار ہوگئے اور ان کے پاس نقد رقم بھی نہیں ہے اور ایسا سامان بھی نہیں ہے جسے بیچ کر وہ قرض ادا کریں سکیں۔

فی سبیل اللہ: اللہ کے راستے میں خرچ، دعوت دین، تبلیغ اسلام وغیرہ۔

Refugees۔مسافرین یا مہاجرین۔

یعنی اگر کوئی مسافر، سفر میں مستحق امداد ہو گیا ہے چاہے وہ اپنے گھر یا وطن میں صاحب حیثیت ہی ہو، اس کی امداد زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔ عموماً آفت زدہ علاقوں کے متاثرین مہاجرین اس مد کے بہترین مستحق ہیں۔

مومنین اور منافقین میں فرق:

منافقوں کی خصلتیں مومنین کے بالکل برخلاف ہوتی ہیں۔

مومن بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں منافق برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلائیوں سے منع کرتے ہیں۔

مومن سخی ہوتے ہیں منافق بخیل ہوتے ہیں۔

مومن ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ منافق یاد الٰہی بھلائے رہتے ہیں۔

ایمانداروں کے اعمال:

ایک دوسرے کی مدد،

امر بالمعروف ونہی عن المنکر،

اقامت نماز،

ادائے زکوٰۃ،

اللہ ورسولؐ کی اطاعت،

چھ قوموں کا تذکرہ: ماضی سے عبرت حاصل کرو

Learn Lessons from the Past

اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

کیااِن لوگوں کو اپنے پیش روؤں کی تاریخ نہیں پہنچی؟ نوحؑ کی قوم، عاد، ثمود، ابراہیمؑ کی قوم، مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا اُن کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے، پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔ توبہ۔70

Has there not reached them the news of those before them – the people of Noah and [the tribes of] Aad and Thamud and the people of Abraham and the companions [i.e., dwellers] of Madyan and the towns overturned? Their messengers came to them with clear proofs. And Allah would never have wronged them, but they were wronging themselves.

تفسیر: یہاں ان چھ قوموں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جن کا مسکن ملک شام رہا ہے۔ یہ بلاد عرب کے قریب ہے اور ان کی کچھ باتیں انہوں نے شاید آباواجداد سے سنی بھی ہوں۔

قوم نوح: جو طوفان میں غرق کر دی گئی۔

قوم عاد: جو قوت اور طاقت میں ممتاز ہونے کے باوجود، باد تند سے ہلاک کر دی گئی۔

قوم ثمود: جسے آسمانی چیخ سے ہلاک کیا گیا۔

قوم ابراہیم: جس کے بادشاہ نمرود بن کنعان کو مچھر نے ہلاک کر دیا۔

اصحاب مدین (حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم): جنہیں چیخ زلزلہ اور بادلوں کے سائے کے عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اور

اہل مؤتفکات سے مراد قوم لوط ہے۔ ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے۔ دوسرے ان کی بستی کو اوپر اٹھا کر نیچے پھینکا گیا جس سے پوری بستی اوپر نیچے ہو گئی اس اعتبار سے انہیں اصحاب مؤتفکات کہا جاتا ہے۔

ان سب قوموں کے پاس، ان کے پیغمبر، جو ان ہی کی قوم ایک فرد ہوتا تھا آئے۔ لیکن انہوں نے ان کی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی، بلکہ تکذیب اور عناد کا راستہ اختیار کیا، جس کا نتیجہ بالآخر عذاب الیم کی شکل میں نکلا۔

سچے ایمانداروں کے ساتھ اللہ کا وعدہ

مومنوں کو نیکی کے انعامات

سچے ایمانداروں کی نیکیوں پر جو اجر و ثواب انہیں ملے گا ان کا بیان ہو رہا ہے کہ ابدی نعمتیں ہمیشگی کی راحتیں باقی رہنے والی جنتیں انہیں حاصل ہونگی۔ انشاءاللہ

اللہ کی رضا اور خوشنودی: سب سے بڑی کامیابی

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

اور اللہ کی رضا اور خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ توبہ۔72

But pleasure from Allah is greater. It is that which is the great attainment.

دعا قبول ہوئی تو رب کو بھول گیا

وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم ضرور صدقہ و خیرات کریں گے اور نیک و صالح بن کر رہیں گے۔ توبہ۔75

And among them are those who made a covenant with Allah, [saying], "If He should give us from His bounty, we will surely spend in charity, and we will surely be among the righteous.

احسان فراموشی کی بدترین مثال:

آیت کا شان نزول: یہ آیت **ثعلبہ بن حاطب انصاری** کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ: **میرے لئے مالداری کی دعا کیجئے۔** آپؐ نے فرمایا تھوڑا مال جس کا شکر ادا ہو اس بہت سے اچھا ہے جو اپنی طاقت سے زیادہ ہو۔ اس نے پھر دوبارہ یہی درخواست کی تو آپؐ نے پھر سمجھایا کہ **کیا تو اپنا حال اللہ کے نبی جیسا رکھنا پسند کرتا؟** واللہ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ

سونے چاندی کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔ اس نے کہا حضور واللہ میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ مجھے مالدار کر دے تو میں خوب صدقہ وخیرات کروں گا، ہر ایک کو اس کا حق ادا کروں گا۔ آپؐ نے اس کے اصرار پر اس کیلئے مال میں برکت کی دعا کی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس کی بکریوں میں اس طرح اضافہ شروع ہوا جیسے کیڑے، مکوڑے بڑھ رہے ہوں یہاں تک کہ مدینہ شریف اس کے جانوروں کے لئے تنگ ہو گیا۔

یہ ایک میدان میں نکل گیا ظہر عصر تو جماعت کے ساتھ ادا کر تا باقی نمازیں جماعت سے نہیں ملتی تھیں۔ جانوروں میں اور برکت ہوئی اسے اور دور جانا پڑا، اب سوائے جمعہ کے اور سب جماعتیں اس سے چھوٹ گئیں۔ مال بڑھتا گیا، ہفتہ بعد جمعہ کے لئے آنا بھی اس نے چھوڑ دیا آنے جانے والے قافلوں سے پوچھ لیا کرتا تھا کہ جمعہ کے دن کیا بیان ہوا؟ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اس کا حال دریافت کیا لوگوں نے سب کچھ بیان کر دیا آپؐ نے اظہار افسوس کیا۔ اس دوران آیت اتری کہ ان کے مال سے صدقے (زکوۃ) لو، اور صدقے کے احکام بھی بیان ہوئے آپؐ نے دو آدمیوں کو زکوۃ وصول کرنے بھیجا۔ **مگر ثعلبہ پر دولت کا بھوت اور نحوست پوری طرح سوار ہو چکی تھی۔ اس نے زکوۃ دینے سے بھی انکار کر دیا۔** یہ دونوں صحابی خالی ہاتھ واپس چلے گئے۔ حضورؐ نے ثعلبہ پر اظہار افسوس کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ثعلبہ کے ایک قریبی رشتہ دار نے جب یہ سب کچھ سنا تو ثعلبہ سے جا کر واقعہ بیان کیا اور آیت بھی پڑھ سنائی یہ حضورؐ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے **آپؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔** یہ سخت شرمندہ ہوا۔ یہ واپس اپنی جگہ چلا آیا حضورؐ نے انتقال تک اس کی کوئی چیز قبول نہ فرمائی۔ پھر یہ خلافت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے دور میں آیا اور کہنے لگا میری جو عزت حضورؐ کے پاس تھی وہ اور میرا جو مرتبہ انصار میں ہے وہ آپ خوب جانتے ہیں آپ میرا صدقہ قبول فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ جب رسول اللہؐ نے تیرا مال قبول نہیں فرمایا تو میں کون؟ غرض آپ نے بھی انکار کر دیا۔ جب آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور حضرت عمر (رض) مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے یہ پھر آیا اور کہا کہ امیر المومنین آپ میرا صدقہ قبول فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ جب حضورؐ نے قبول نہیں فرمایا خلیفہ اول نے قبول نہیں فرمایا تو اب میں کیسے قبول کر سکتا ہوں؟ چنانچہ آپ نے بھی اپنی خلافت کے زمانے میں اس کا صدقہ قبول نہیں فرمایا۔ پھر خلافت حضرت عثمان (رض) کے سپرد ہوئی تو یہ ثعلبہ پھر آیا لیکن آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ خود حضورؐ نے اور آپ کے دونوں خلیفہ نے تیرا صدقہ قبول نہیں فرمایا تو میں کیسے قبول کر لوں؟ چنانچہ اس سے صدقہ قبول نہیں کیا گیا۔ اسی اثنا میں یہ شخص فوت ہو گیا۔ (بحوالہ ابن کثیر)

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔

مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا تو وہ بخل پر اتر آئے اور اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پروا تک نہیں ہے۔توبہ۔76

But when He gave them from His bounty, they were stingy with it and turned away while they refused.

حضور ﷺ نے سات فتنوں (آزمائشوں) سے پناہ مانگی:

ان میں ایک دولت کی آزمائش بھی ہے

حدیث: بَادِرُوا بالأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُونَ إلا فَقْرًا مُنسيًا، أو غِنًى مُطْغِيًا، أو مَرَضًا مُفْسِدًا، أو هَرَمًا مُفَنِّدًا، أو مَوْتًا مُجْهِزًا، أو الدَّجَالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، أو الساعةَ فالساعةُ أَدْهَى وَأَمَرّ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات (فتنوں کے آنے) سے پہلے جلدی جلدی عمل کر لو۔ کیا تمہیں غافل کر دینے والی غربت، سرکش بنا دینے والی امیری، یا تباہ کر دینے والے مرض، یا ایسے بڑھاپے جس سے عقل سٹھیا جائے یا اچانک آجانے والی موت کا انتظار ہے یا پھر دجال جیسے بدترین غائب چیز کا انتظار ہے یا پھر قیامت کا؟۔ قیامت تو بہت ہیبت ناک اور کڑوی ہے۔(ترمذی)

ہنسنا کم کرو

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ، اس لیے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں اس کی جزا ایسی ہی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہیے)۔توبہ۔82

So they should laugh a little and [then] weep much as recompense for what they used to earn

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

اگر تم وہ باتیں جان لو جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسو تھوڑا، اور روؤ زیادہ۔

حضورﷺ کی رحمت کی عالیشان مثال

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ توبہ۔84

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے زندگی بھر حضورؐ کو بے پناہ اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں۔ جب عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی (جو مسلمان تھے) رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپؐ (بطور تبرک) اپنی قمیض عنایت فرمادیں تاکہ میں اپنے باپ کو کفنادوں۔ دوسرا آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھادیں۔ آپؐ نے قمیض بھی عنایت فرمادی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے کہا کہ اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے، آپ کیوں اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اختیار دیا ہے یعنی روکا نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ 'اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لئے استغفار کرے گا تو اللہ تعالٰی انہیں معاف نہیں فرمائے گا، تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ ان کے لئے استغفار کرلوں گا' چنانچہ آپ نے نماز جنازہ پڑھادی۔ جس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت (توبہ۔84) نازل فرمائی کہ آئندہ منافقین کے حق میں دعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی۔ (صحیح بخاری)

حذیفہ بن یمان: رازدان رسول اللہ ﷺ

مدینہ کے منافقین جنہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا۔ انہوں نے ہر مرحلے اور موقع پر آستین کے سانپ کا کردار نبھایا۔ ان سب کے نام بذریعہ وحی آپؐ کو بتائے گئے مگر آپؐ نے انکے نام پبلک نہیں کئے۔ صرف اپنے ایک صحابی حضرت حذیفہ بن یمان (رض) کو ان کے نام بتائے۔ اسی بناء پر انہیں رازدان رسولؐ کہا جاتا تھا۔

حضرت عمر (رض) کا طریقہ آپؐ کے بعد یہ رہا کہ جس کے جنازے کی نماز حضرت حذیفہ پڑھتے اس کے جنازے کی نماز آپ بھی پڑھتے۔ جس کی نماز جنازہ حضرت حذیفہ نہ پڑھتے آپ بھی نہ پڑھتے اس لئے کہ حضرت حذیفہ (رض) کو حضور ﷺ نے منافقوں کے نام گنوادیئے تھے اور صرف انہی کو یہ نام معلوم تھے۔

تبوک۔ بغیر وسائل گرمی میں صحرائی مہم۔ آزمائش

اعراب کی خود ساختہ معذرتیں

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ۔

اور آپ کے پاس بدوی معذرت کرنے والے بھی آگئے کہ انہیں بھی گھر بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔۔توبہ۔90

Some nomadic Arabs ˹also˺ came with excuses, seeking exemption.

ان معذّرین کے بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک یہ شہر سے دور رہنے والے وہ اعرابی ہیں جنہوں نے جھوٹے عذر پیش کر کے اجازت حاصل کی کہ انہیں اس تبوک کی مہم سے مستثنیٰ رکھا جائے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ یہ واقعی معذور افراد تھے جو حقیقتاً کسی شرعی عذر کے باعث غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکتے تھے۔

تیسری قسم ان بدویوں کی بھی تھی جنہوں نے آ کر عذر پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور گھروں میں ہی بیٹھے رہے۔

حقیقی معذورین کو استثناء

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔(توبہ۔129)

Disable People are exempt

There is no blame on the weak, the sick, or those lacking the means, as long as they are true to Allah and His Messenger. There is no blame on the good-doers. And Allah is All-Forgiving, Most Merciful.

خلاصہ قرآن پر اپنی قیمتی تجاویز، آراء اور تبصروں سے ضرور آگاہ فرمائیں

For Feedback, Comments and Suggestions Please Contact:

Mobile: +44 785 3099 327
Email: hafizmsajjad@gmail.com